رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ؕ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا + (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہو

ایڈیٹر۔ غلام نبی (بی۔اے) اسسٹنٹ ایڈیٹر۔ مہر محمد خان

جلد ۷ | مورخہ ۵ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء | دوشنبہ | مطابق ۱۴ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۴۹

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

خدا کے فضل و رحم کے ماتحت ۲۵۔ دسمبر ۱۹۱۹ء سے لیکر ۲۔ جنوری ۱۹۲۰ء تک جلسہ کی وجہ سے خوب چہل پہل رہی۔ ہزارہا احباب مختلف علاقہ جات سے تشریف لائے اور

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

کا نظارہ دکھا گئے۔ تاحال کچھ قدر اصحاب باقی ہیں۔ اسدفعہ بارش کی وجہ سے مستورات کو اپنا جلسہ منعقد کرنیمیں بہت دقت رہی سالانہ جلسہ پر تشریف لانیوالے اصحاب کا سرسری اندازہ چھ اور سات ہزار کے درمیان ہے *

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۔ جنوری کے

جلسہ سالانہ بابت ۱۹۱۹ء کی مختصر کیفیت

اس دفعہ جلسہ سے کئی روز پیشتر بارش کا تھوڑا بہت سلسلہ شروع ہو جانے سے اندیشہ تھا۔ کہ کہیں خدا نخواستہ بلحاظ حاضرین کے ہمارے جلسہ میں کمی واقع ہو۔ مگر باوجود اس روک کے اور باوجود امرتسر میں کانگرس اور مسلم لیگ وغیرہ کے جلسے ہونے کی وجہ سے گاڑیوں کی سخت تکالیف کے احباب گذشتہ سالوں کی نسبت اب کے زیادہ تعداد میں دارالامان آئے۔ جو اس بات کا ثبوت تھا کہ یہاں کا آنا اس لحاظ سے نہیں ہوتا۔ کہ کوئی موسم کی شگفتگی ہوتی ہے۔ کہ لوگ ادھر چل پڑتے ہیں۔ بلکہ یہاں لانیوالی کوئی اور ہی کشش اور اور ہی جذبہ ہے۔ ورنہ اگر ظاہری سامانوں سے کوئی بات یہاں آنے کا موجب ہوتی۔ تو یہ بارش یہ شدید سردی کا موسم اور یہ گاڑیوں کی مشکلات سخت روک ثابت ہوتیں پس یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کا احسان ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کی صداقت کا معجزہ اور حضور کے خلیفہ ثانی کی خلافت حقہ کا نشان کہ ہماری جماعت کے لوگ تمام موانعات کو پامال کرتے ہوئے گذشتہ سالوں کی نسبت زیادہ تعداد میں آئے۔

چونکہ بارش جلسہ کے ابتدائی دنوں میں بھی رہی اس لئے منتظمین کو بٹالہ سٹیشن پر مہمانوں کے لئے سواری کا انتظام کرنے۔ یہاں پہنچانے اور کھانا تیار کرنے میں بھی دقت ہوئی۔ اور احباب کو بھی تکلیف اٹھانی پڑی جس کا ہمیں بہت افسوس ہے۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے منتظمین کی طرف سے جو معذرت کردی تھی۔ امید ہے وہ پیش آمدہ تکالیف کی کافی طور پر تلافی کردیگی۔ اسدفعہ جلسہ کے منتظم اعلیٰ مولوی سید سرور شاہ صاحب تھے

کو خطبہ جمعہ میں احباب کو وہ باتیں یاد رکھنے اور انپر عمل کرنیکی تاکید فرمائی۔ جو انہیں سالانہ جلسہ پر سنائی گئی ہیں *

جنھوں نے انتظام میں حتی الوسع کوشش کی۔

جلسہ کے پہلے دن کی کارروائی ۲۶ دسمبر بروز جمعہ زیر صدارت جناب سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب سکندرآبادی مسجد نور میں جہاں گیلریوں کے ذریعہ عمدہ جلسہ گاہ بنائی گئی تھی۔ شروع ہوئی۔ حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کے تلاوت قرآن کریم کرنے اور حکیم احمد حسین صاحب لائلپوری کے نظم پڑھنے کے بعد جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے "پیشگوئی اور اس کی حقیقت" پر تقریر شروع فرمائی۔ اور افسوس کہ ابھی تقریر ختم نہ ہوئی تھی کہ وقت ختم ہو گیا۔ اور نماز جمعہ کی تیاری کے لئے اجلاس برخاست کرنا پڑا۔

جمعہ کا خطبہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے پڑھا۔ اور جمعہ کی نماز کے ساتھ ہی عصر کی نماز پڑھانے کے بعد حضور تشریف لے گئے۔ اور جلسہ کی کارروائی زیر صدارت چودھری نصراللہ خان صاحب وکیل سیالکوٹ شروع ہوئی۔ جناب حافظ روشن علی صاحب نے اپنے خاص مضمون جس پر آپ گذشتہ دو سال بھی تقریر کر چکے ہیں۔ یعنی "صداقت مسیح موعود" پر تقریر شروع کی۔ اور گو تھوڑے ہی دن ہوئے جناب حافظ صاحب بیمار ہو گئے تھے۔ اور اسوقت بھی وہ پوری صحت میں نہ تھے۔ لیکن انھوں نے دو گھنٹے خوب زور سے تقریر کی۔ اور پانچ بجے ان کی تقریر ختم ہونے پر پہلے دن کی کارروائی ختم ہوئی۔

دوسرے دن چونکہ صبح کو بارش ہو رہی تھی۔ اس لئے جلسہ کا انتظام ہائی سکول کے ہال میں کیا گیا۔ جس سے احباب کو یہ بات اچھی طرح محسوس ہو گئی۔ کہ ہمارے پاس کوئی محفوظ جلسہ گاہ ضرور ہونی چاہیئے۔ ورنہ بارش کی حالت میں کوئی جگہ نہیں۔ جہاں ہم جلسہ کر سکیں۔ کیونکہ ہال میں حاضرین کا تیسرا حصہ بھی بمشکل سما سکا۔ یہ اجلاس زیر صدارت خان ذوالفقار علی خان صاحب رامپوری شروع ہوا۔ سید بشارت احمد صاحب حیدرآبادی نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اور منشی قاسم علی صاحب رامپوری نے اپنی پنجابی نظم سنائی۔ اس کے بعد شیخ عبدالرحمن صاحب فاضل مصری نے "محاکمہ مابین مبائعین و غیر مبائعین" پر تقریر کی۔ شیخ صاحب کی تقریر کے بعد نصف گھنٹہ مولانا سید سرور شاہ صاحب کے لئے تھا کہ آپ "ضرورت بیعت اور اس پر وفاداری" پر وعظ فرمائیں۔ لیکن آپ غالباً انتظام جلسہ کی مصروفیت کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے۔ اور یہ وقت بھی شیخ صاحب ہی کو دیدیا گیا۔ اور شیخ صاحب کی تقریر کے ختم ہونے پر اس دن کے پہلے اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔

نماز ظہر اور عصر جمع کر کے پڑھی گئی۔ اور چونکہ اس دن کے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا لیکچر ہونا تھا۔ اور ہال میں تمام اصحاب کے بیٹھنے کی کسی صورت میں بھی گنجائش نہ تھی۔ اس لئے باوجود اس کے کہ ابر بالکل گھرا ہوا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ برسنے کے لئے تیار ہے دوسرا اجلاس مسجد نور میں ہی ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی تقریر شروع فرمانے سے قبل چند ایک نکاحوں کا اعلان کیا۔ اور پھر مختلف امور پر اپنی تقریر دلپذیر فرمائی۔ جو قریباً پانچ گھنٹے جاری رہی۔ اور احباب نے نہایت اطمینان اور سکون سے ہمہ تن گوش ہو کر سنی۔ اس کا کسی قدر خلاصہ آئندہ انشاء اللہ شائع کیا جائیگا۔ حضور کو تقریر شروع کئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی اس وقت حضور پر چھتری لگانے کے لئے جب تانی گئی تو حضور نے یہ کہہ کر روک دیا کہ "نہیں اس میں بھی خدا کی حکمت ہے"۔ آخر بارش تھم گئی۔ اور مطلع صاف ہونا شروع ہو گیا۔ میرے نزدیک علاوہ خدا تعالیٰ کی اس قدرت نمائی کے کہ بارش تھم گئی۔ اس بات میں ایک اخلاقی سبق بھی تھا کہ حضور نے چھتری نہ لگانے دی۔

تیسرے دن جلسہ کی کارروائی زیر صدارت چودھری ابوالہاشم خان صاحب ایم۔ اے بنگال شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم عربی لہجہ میں ایک خوردسال عرب لڑکی نے کی۔ اور نظم منشی قاسم علی خان صاحب رامپوری نے پڑھی۔ اور اس کے بعد صیغہ تالیف و اشاعت۔ صیغہ تعلیم و تربیت۔ صیغہ امور عامہ صیغہ بیت المال کے ناظر صاحبان نے اپنے اپنے صیغہ کی اور سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے صدر انجمن کی رپورٹ پڑھی۔ چونکہ ہر ایک صیغہ کی رپورٹ سنانے کے لئے صرف بیس بیس منٹ وقت رکھا گیا تھا۔ جو بہت تھوڑا تھا اور ادھر پریذیڈنٹ صاحب وقت کی پوری پوری پابندی کرانا چاہتے تھے۔ اس لئے بہت تھوڑا تھوڑا حصہ رپورٹوں کا سنایا جا سکا۔ حالانکہ حاضرین ان کو مفصل سننے کا مطالبہ کر رہے تھے اور چاہیئے بھی یہی تھا کہ مفصل رپورٹیں سنانے کے لئے پروگرام میں کافی وقت رکھا جاتا۔ تاکہ احباب کو سلسلہ کے کاروبار کے متعلق زیادہ علم اور واقفیت ہو سکتی۔

رپورٹوں کے بعد خان ذوالفقار علی خان صاحب نے چندہ کی اپیل کی پہلے اسی مقصد کے متعلق اپنی ایک نظم پڑھوائی۔ جو اسی اخبار میں دوسری جگہ درج ہے۔ اور پھر پرجوش الفاظ میں تقریر کی۔ اس پر چندہ جمع ہونا شروع ہو گیا۔ جو اسوقت ۱۲ ہزار کے قریب بتایا گیا۔ لیکن یہ مکمل تعداد نہیں ہے۔ کیونکہ مختلف اوقات میں احباب دفتر میں چندہ جمع کراتے ہیں مکمل تعداد دفتر محاسب اور بیت المال کے بتانے پر شائع کی جائیگی۔ اس کے بعد جلسہ نماز کے لئے برخاست ہوا۔ ظہر اور عصر کی نماز کے بعد دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے "تقدیر" جیسے اہم اور ادق مسئلہ پر تقریر شروع فرمائی۔ لیکن باوجود حضور کے مسلسل چار ساڑھے چار گھنٹے بولنے کے مضمون ختم نہ ہوا۔ اور چونکہ رات ہو گئی تھی۔ اور بہت سردی تھی اس لئے حضور نے حاضرین کی منشاء کے مطابق مناسب سمجھا کہ ۲۹ تاریخ کے پہلے اجلاس میں بقیہ تقریر ہو۔ اس پر ۲۸ تاریخ کا جلسہ ختم ہوا۔

۲۹ تاریخ کے لئے صرف ایک ہی اجلاس مقرر تھا۔ لیکن پہلے اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی بقیہ تقریر ہونے کی وجہ سے اصل پروگرام کو دوسرے اجلاس کیلئے رکھ دیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے تقریر شروع فرمانے سے قبل کچھ نکاحوں کا اعلان کیا اور نئی بیعت کرنیوالوں کی بیعت لی۔ اسکے بعد پنجابی زبان میں اپنی کل کی تقریر کا خلاصہ بیان فرمایا کہ زمیندار بھی اسکو سمجھ لیں یہ پہلا موقعہ تھا کہ حضور نے اتنے بڑے مجمع میں بزبان پنجابی تقریر فرمائی۔ پھر حضور نے بقیہ تقریر شروع کی جو قریباً چار گھنٹہ میں ختم ہوئی۔

حضور کے بعد چند منٹ مسٹر ساگر چند بیرسٹرایٹ لاء نے ان غلط بیانیوں کے متعلق جو خواجہ کمال الدین صاحب نے ان کے متعلق کی ہیں تقریر کی۔ جو مفصل [illegible] میں انشاءاللہ شائع ہو گی۔ اس کے بعد نماز ظہر و عصر پڑھی گئی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح مستورات میں تقریر کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔

اسدن دوسرا اجلاس زیر صدارت خان صاحب منشی فرزند علی صاحب شروع ہوا۔ اور قاضی محمد عبداللہ صاحب بی۔ اے بی ٹی نے تبلیغ ولایت کے متعلق تقریر فرمائی۔ ان کے بعد مولوی حکیم خلیل احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۵ - جنوری سنہ ۱۹۲۰ء

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ بابت سنہ ۱۹۱۹ء

۲۶ - دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء کی کارروائی

(پہلا)

آج کے پہلے اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب احمدی سکندر آباد دکن دس بجے کے بعد مسجد نور میں کے وسیع صحن میں شروع ہوئی۔ پہلے جناب حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے تلاوت فرمائی۔ اور آپ کے بعد حکیم احمد حسین صاحب لائلپوری نے اپنی ایک نظم پڑھی جس کا پہلا شعر یہ تھا ؎

جاں رہ دین محمدؐ پر فدا ہو جائے گی
یہ غرض جینے کی مرنے سے سوا ہو جائیگی

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی تقریر کا خلاصہ

آپ کے بعد جناب مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی تقریر "پیشگوئی اور اس کی حقیقت" پر شروع ہوئی۔ آپ نے لفظ پیشگوئی کے متعلق فرمایا۔ یہ لفظ فارسی زبان کا ہے۔ اور اس کے معنے ہیں کہ کسی امر کے متعلق پہلے سے بتا دینا کہ فلاں کام یوں ہو گا یا یوں کیا جائیگا۔ عربی زبان میں اس کے لئے لفظ نبوت کا ہے پیشگوئیاں کئی قسم کے لوگ کرتے ہیں۔ مگر علم غیب کا سرچشمہ انبیاء اور اولیاء کی پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ اور نبی کی پیشگوئی اسکی صداقت کا معیار ہوتی ہے پیشگوئیوں کے اوصاف یہ ہوتے ہیں کہ (۱) ان سے خدا کی ہستی اور اس کے علم اور قدرت کا پتہ لگتا ہے (۲) نبی کی متحدیانہ پیشگوئیاں بتلا دیتی ہیں۔ کہ یہ راست باز ہے (۳) نبی کی پیشگوئیاں معمولی پیشگوئیاں نہیں ہوتیں۔ بلکہ اقوام کے متعلق ہوتی ہیں (۴) ان میں جو غیب بتلایا جاتا ہے۔ وہ اٹکل کے طور پر نہیں ہوتا (۵) اپنی انذاری اور تبشیری شان میں وہ زہر اور تریاق کی خاصیت لئے ہوتی ہے (۶) نبی کی جماعت کے لئے زیادۃ علم کا باعث ہوتی ہے (۷) ان پیشگوئیوں سے خبیث و طیب میں فرق کر دکھایا جاتا ہے مثلاً آتھم کی پیشگوئی کی میعاد جس دن ختم ہوئی۔ اس دن ایک شخص کا جماعت سے تعلق قطع ہوا۔ اور ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب گوڑیانی اسی دن بیعت میں داخل ہوگئے اس پیشگوئی سے دنیا میں ایک شور مچ جاتا ہے۔ اسی کے متعلق حضرت اقدس نے فرمایا ہے ؎

از بندگان نفس رہ آں یگاں مپرس
ہر جا کہ گرد خاست سوارے دراں بجو

(۸) نبی کی پیشگوئیوں کے مقابلہ میں اس کی نظیر نہیں پیش کی جا سکتی۔

(۹) واقعات کے رنگ میں نئے علوم کا انکشاف ہوتا ہے۔ (۱۰) نبی کی حیثیت کے مطابق پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ یعنی اگر نبی مختص القوم و مختص الزمان ہو تو اس کی پیشگوئیاں بھی مختص القوم اور مختص الزمان ہونگی۔ لیکن اگر نبی تمام دنیا کے لئے ہو تو اس کی پیشگوئیاں بھی تمام دنیا کے لئے ہونگی۔

اب سوال ہوتا ہے کہ پیشگوئیوں کے مقاصد کیا ہیں :۔ (۱) ہستی باری کے منکروں پر حجت (۲) شریعت حقہ کی تائید و تصدیق (۳) انبیاء سابقین کی تبشیری و انذاری پیشگوئیوں کی تصدیق و تائید (۴) نبوت پر شہادت دینے والی پیشگوئی ہوتی ہے (۵) خدا کے جمال و جلال کے اظہار کے لئے ہوتی ہے (۶) مومنوں کا علم و یقین بڑھتا ہے (۷) منکروں کا علم سلب کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے نبی اور غیر نبی کی پیشگوئی میں فرق بتایا چونکہ بارہ بج چکے تھے۔ اور جمعہ کیلئے حاضرین نے تیاری کرنی تھی۔ اس لئے آپ کا مضمون ناتمام ہی رہا۔ اور اجلاس برخاست کیا گیا۔

جمعہ کا خطبہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے فرمایا جس میں جماعت کو تاکید کی کہ وہ جس غرض کے لئے آئے ہیں۔ اس کو پورا کریں۔ اور خدا کی ذات پر بھروسہ کریں۔ اور اس کو ہر کام پر قادر سمجھیں۔

نماز جمعہ کے بعد دوسرا اجلاس زیر صدارت جناب چوہدری نصر اللہ خان صاحب وکیل سیالکوٹ شروع ہوا۔ پہلے جناب منشی قاسم علی خان صاحب قادیانی رامپوری نے نظم پڑھی جس کا پہلا شعر یہ تھا ؎

خدا کی رحمتیں نازل ہوں اے دار الامان تجھ پر
برسے انوار کی بارش یونہی اے قادیاں تجھ پر

خان صاحب کی نظم کے بعد مولوی محفوظ الحق صاحب علمی نے اپنی ایک نظم "وہ اور ہم" کے عنوان سے پڑھی جس میں غیر احمدیوں اور احمدیوں کی مذہبی حالت کا مقابلہ کیا گیا تھا۔

اسکے بعد آپ نے "خلافت" پر اپنی ایک فارسی نظم سنائی جو سعدی کے اس مشہور شعر پر کہی گئی تھی ؎

ترسم کہ بکعبہ نرسی اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

حافظ روشن علی صاحب کی تقریر کا خلاصہ

ان نظموں کے بعد جناب مولانا حافظ روشن علی صاحب کی تقریر صداقت مسیح موعود پر شروع ہوئی۔ آپ نے آیۃ شریفہ قل ارئیتم ان کان من عند اللہ ثم کفرتم بہ الآیۃ پڑھ کر فرمایا۔ کہ دنیا میں کسی شخص کی صداقت کے معلوم کرنے کے مختلف طریق اور مختلف اغراض ہوتے ہیں کبھی محض ایک وقتی آرام کے لئے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے۔ کبھی اس لئے کہ جان بچ جائے۔ جیسے بیمار کے لئے طبیب کی کبھی نہ آرام کے لئے نہ جان بچانے کے لئے۔ بلکہ ملکوں کی نجات کے لئے۔ اور دنیا و آخرت میں نجات و فلاح کے لئے معلوم کی جاتی ہے۔ اسوقت میں ایک شخص کی صداقت پیش کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ جس کی صداقت کے معلوم ہونے پر کسی کا وقتی آرام منحصر نہیں نہ کسی کی جان کا بچ جانا مدنظر ہے۔ بلکہ اس شخص کی صداقت کے معلوم ہونے پر دنیا کی نجات منحصر ہے۔ اور دنیا اور عقبیٰ کی فلاح موقوف ہے۔ پس یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس آیت میں جو میں نے تلاوت کی ہے دو امر بیان ہوئے ہیں۔ ایک تو اس نبی کی صداقت معلوم کرنے کے مسئلہ کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی گئی

ہے - کہ تم غور تو کرو - اگر یہ خدا کی طرف سے ہُوا - اور تم نے انکار کیا - تو اس انکار کا نتیجہ کیسا خطرناک ہو گا - پس پہلے کسی مسئلہ کی اہمیت کا معلوم ہونا ضروری ہے اور اس میں اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے - اور پہلا قدم ظن غالب کا ہے - اور اس میں ظن غالب کی تعلیم پیش کی ہے - اور ظن غالب وہ چیز ہے کہ اسپر دنیا کا کارخانہ چل رہا ہے - جہاں تک غور کرو گے دنیا کے کارخانہ میں ظن غالب کو ہی کام کرتے پاؤ گے - اس بات میں کہ اگر یہ خدا کی طرف سے ہوا - اور تم نے اس کا انکار کیا - تو تمہارا کیا حشر ہو گا - اس میں یہ بتایا ہے کہ خدا کی طرف سے آنیوالوں کا مقابلہ کیسا خطرناک امر ہوتا ہے - دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو خیال تھا کہ ابن صیاد دجال تھا مگر جب اسنے اپنا دعوٰی رسالت پیش کیا - تو رسول کریم نے انکار نہیں کر دیا - بلکہ فرمایا - کہ میں تو تمام رسُولوں پر ایمان لاتا ہوں پھر خدا نے کسی کی صداقت اور مان لینے کو ظن غالب پر ہی نہیں رکھا - بلکہ فرمایا کہ صادق کے لئے "آفاق" اور "انفس" میں نشانات دکھائے جاتے ہیں ۔

جب کوئی شخص واقعی خدا کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے مامور ہو کر آیا ہو - تو اس کی صداقت کا ظاہر کرنا خدا کے لئے ضروری ہے - اس کے لئے وہ دو قسم کے نشانات ظاہر فرماتا ہے - اوّل "آفاق" میں - دوم "انفس" میں - آفاقی نشانات کیا ہوتے ہیں؟ سو یاد رہے کہ آفاق جمع ہے افق کی - اور افق کے معنے کنارے کے ہیں - زمین کے اطراف کو افق کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے - کہ اگر کوئی شخص خدا کی طرف سے آئے تو اس کی صداقت کے اظہار کے لئے زمین و آسمان میں نشان ظاہر کئے جاتے ہیں - چونکہ خدا کی طرف سے آنیوالوں کا تعلق محض فلاسفہ اور علماء سے ہی نہیں ہوتا - بلکہ وہ خدا کی بارش کی طرح تمام طبقہ کے لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں - اس لئے ان کی صداقت کے اظہار کے لئے نشانات بھی ایسے ظاہر کئے جاتے ہیں - جو ہر قسم کے لوگوں کی سمجھ میں آ جائیں ۔

اگر اس قسم کے نشانات نہوں تو عوام محروم رہ جائیں پس یہ آفاقی نشانات ایک ایک محلہ میں ایک ایک گھر میں اور ایک گھر کے ایک ایک فرد کے پاس جاتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ فلاں شخص راستباز ہے - اس کو قبول کرو - ان آفاقی نشانوں میں سے قحطوں اور زلزلوں کا آنا اور سورج اور چاند کا نشان دکھاتا ہے - کیونکہ بتایا گیا تھا - کہ مہدی کے وقت میں سورج اور چاند میں کسوف و خسوف کا نشان ظاہر ہو گا - چنانچہ حضرت اقدس کے وقت میں ایسا ہُوا ۔

پھر نشانات کی دوسری قسم انفسی نشانات ہوتے ہیں - اور ان کا ظہور دو طرح پر ہوتا ہے - اول ماننے والوں میں دوسرے نہ ماننے والوں میں - نہ ماننے والوں میں عام طور پر یہ باتیں پائی جاتی ہیں - اول منکرین استہزاء کا طریق اختیار کرتے ہیں - دوسرے ایک بڑی جماعت - اور بڑے بڑے لوگ مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں - تیسرے ان بڑے لوگوں کے علاوہ شیاطین یعنی سردار اور چالاک لوگ بھی مقابلہ میں آ جاتے ہیں -

(۴) وہ لوگ جو اللہ تعالٰے سے قطع تعلق کرنیوالے ہوتے ہیں - وہ بھی نبی کے مقابلہ میں زور لگاتے ہیں - اگر غور سے دیکھا جائے گا - تو یہ بات روشن ہو جائیگی کہ نبی کا مقابلہ کرنیوالے لوگوں میں اعلٰی اخلاق اور عمدہ چلن اور تقوٰی شعاری نہ ہو گی ۔

یہ باتیں کیوں ہوتی ہیں؟ اسی لئے کہ کفٰی بربک هادیًا ونصیرًا - تاکہ لوگوں کو پتہ لگ جائے کہ خدا ہی ہے - جو ہدایت دیتا اور اپنے نبی کا ناصر اور مددگار ہے ۔

دوسرا گروہ جس میں انفسی نشانات ظاہر ہوتے ہیں - وہ لوگ ہوتے ہیں - جو نبی کی جماعت والے اور اس کے پیرو ہوتے ہیں - ان میں عام طور پر یہ باتیں پائی جاتی ہیں - اول وہ لوگ ضعفاء الناس ہوتے ہیں ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا تھا - جس کا جواب اس نے یہی دیا تھا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ غربا اور مساکین شامل ہوتے ہیں اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ خدا غربا اور مساکین کو عزتیں اور عظمتیں دیکر ثابت کرے کہ یہ لوگ خدا کی آواز پر لبیک کہنے والے ہیں - دوم - ان لوگوں کا شرح صدر فرمانبرداری کے لئے کر دیا جاتا ہے (۳) جو نبی کی خدمت میں آتا ہے - اس کو ایک زندگی عطا کی جاتی ہے - اور اس کو ایک نور دیا جاتا ہے - جس سے وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے - اور ہر تاریکی میں وہ نور اس کی دستگیری کرتا ہے - لیکن مخالف شک و شبہ کی ظلمتوں میں ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھاتا ہے (۴) انبیاء کے ساتھی ہر حال عسر و یسر میں اللہ تعالٰے سے راضی رہتے ہیں - اور کوئی ناشکری کا کلمہ منہ پر نہیں لاتے - اور اگر تنگی میں ہوں - تو بھی خدا کی راہ میں جوان کو خرچ کرنا ہوتا ہے وہ کرتے ہیں تنگی انکو روک نہیں سکتی - اور اگر مصیبتوں کے پہاڑ بھی ان پر ٹوٹ پڑیں - تو بھی وہ ان کو برداشت کرتے اور صبر دکھلاتے ہیں -

(۵) وہ ہر حال میں خدا کی طرف جھکتے اور اسی کو پکارتے ہیں (۶) نبی کے ساتھی کفار کے مقابلہ میں شدید ہوتے - یعنی ان کی باتوں سے متاثر نہیں ہوتے - بلکہ ان پر اپنا ہی اثر ڈالتے ہیں - (۷) رحماء بینھم - وہ آپس میں رقیق ہوتے ہیں یعنی آپس میں ایک دوسرے سے سیکھتے ہیں اور سکھاتے ہیں (۸) تراھم رکعًا سجدًا - ان کی دو حالتیں ہوتی ہیں - وہ ہر وقت رکعًا جھکے ہوئے نظر آتے ہیں - کیا معنے - دین کی خدمت کے لئے ان پر خواہ کتنا ہی بوجھ ڈالا جائے - وہ اس کو اٹھاتے ہیں - اور بوجھ اٹھانے کے لئے تیار رہتے ہیں - اگرچہ وہ چلتے پھرتے ہیں - اس آیت میں اللہ تعالے فرماتا ہے - کہ وہ ہر وقت رکوع کی حالت میں مشاہدہ میں آتے ہیں - دوسری حالت سجدے کی ہے کہ اپنے سر کو اپنی پیشانی کو خدا کے آگے خاک میں رکھ دینا - اس سے انسان ظاہر کرتا ہے کہ خدایا میں مٹی تھا - تیری ربوبیت نے ہی مجھے سر بلند کیا - ورنہ میری حقیقت تو وہی مٹی ہے - پس اگر تیرے رستہ میں مجھے خاک میں بھی مل جانا پڑے تو میں تیار ہوں - اس صورت میں مومن تکبر سے بیزاری ظاہر کرتا ہے کیونکہ تکبر ہی وہ چیز ہے - جو تمام گناہوں کی جڑ ہے - اور جس میں تکبر ہو - اس میں ایمان نہیں ٹھہر سکتا -

اور حالت سجدہ وہ حالت ہے - جس کے متعلق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انسان سجدہ کی حالت میں

خدا کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ سجدہ جو ہے۔ وہ مقام دعا ہے۔

(۹) جب ان لوگوں کو دکھ پہنچایا جاتا ہے تو وہ اس سے پریشان ہو کر ادھر ادھر بھاگنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ ان دکھوں میں لذت محسوس کرتے ہیں۔

(۱۰) وہ لوگ اس فیض کو عام کرتے ہیں۔ جو نبی کے ذریعہ ان کو ملتا ہے۔ یعنی وہ دوسروں کو تبلیغ کرتے ہیں۔

اب دونوں قسم کے نشانات آپکے سامنے ہیں آپ غور کریں کہ آپکے سامنے جو حضرت مسیح موعود کا مقابلہ درپیش ہے۔ آپ دیکھیں۔ کہ آیا آپکے مخالفین میں وہی باتیں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ جو مخالفین انبیاء میں پائی جایا کرتی ہیں۔ پھر آپ کی جماعت میں وہ باتیں موجود ہیں کہ نہیں۔ جو انبیاء کی جماعتوں میں ہوا کرتی ہیں۔

اس کے بعد جناب حافظ صاحب نے ان بعض اعتراضات کا مختصراً ذکر فرمایا۔ جو غیر مبائعین کی طرف سے یا غیر احمدیوں کی طرف سے عام طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ حضرت صاحب اپنے دعویٰ نبوت کو کیوں نہیں سمجھے سو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ غلط ہے۔ حضرت اقدس اپنے دعوے کو خوب سمجھتے تھے۔ اور جانتے تھے کہ آپ خدا کی طرف سے مامور ہیں۔ لیکن آپ کو جو نام دیا جاتا تھا۔ آپ اس کی تاویل کرتے رہتے۔ اور جب تک کہ آپکو خدا کی متواتر وحی نے مجبور نہ کر دیا۔ آپ ایسا ہی کرتے رہے یہ آپ کی حد درجہ کی دیانت ہے۔

دوسرے کہا جاتا ہے کہ چونکہ احمدیوں میں اختلاف ہے۔ اس لئے یہ جھوٹے ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ اختلاف تو حضرت اقدس کی صداقت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ حضرت اقدس نے اس کے متعلق پیشگوئیاں فرمائی تھیں کہ ایسا ہوگا۔ اور پھر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت نبی کریمؐ نے حضرت امام حسن کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ یہ میرا بیٹا سید ہے۔ جو دو مسلمان گروہوں میں صلح کرائیگا۔ چنانچہ حضرت علی اور معاویہ کی جنگ میں صلح کرانیوالے حضرت حسن ہی تھے اسی طرح حضرت محمود کا نام الہامات مسیح موعود میں اولو العزم رکھا گیا ہے اگر آپ کی مخالفت میں یہ لوگ جو اپنے تئیں سلسلہ کا ستون خیال کرتے تھے۔ کھڑے نہ ہوتے۔ تو کیسے ظاہر ہوتا۔ کہ

الٰہی ہو نہ ہمیں تیرے کام سے فرصت

منشی قاسم علی خان صاحب کی نظم جو انہوں نے سالانہ جلسہ پر پڑھی

(۱)

الٰہی ہو نہ ہمیں تیرے کام سے فرصت
نہ ایک دم کو ملے تیرے نام سے فرصت

زباں دہن میں ہے جب تک جان تن میں ہے
ملے نہ مدحت خیر الانام سے فرصت

بنا غلام وفا کیش مجھ کو احمدؑ کا
جو ہو نہ خدمت عالی مقام سے فرصت

غلام بد ہو تو پہنچے کبھی حضوری تک
نہ ہو گی غیر کو جلسے غلام سے فرصت

بنا امیر اگر حرص میں امارت کی
تو پھر کہاں اوسے دنیا کے دام سے فرصت

ہے فکر آم کے ہوں آم گٹھلیوں کے دام
نہ ہوگی ایسے خیالات خام سے فرصت

جس احمدی کو ہو احمدؑ کا نام ہی اک زہر
تو ہو گی ایسے نہ مرض جذام سے فرصت

کہا کے احمدی۔ احمدؑ کو جو کہے کذاب
الٰہی دے ہمیں اوس بدلگام سے فرصت

منافقت نے رکھا جبکہ صلح جنگ کا نام
تو کس طرح ہو دو رنگی پیام سے فرصت

ہم اپنا غیر کو وہ احمدی کو غیر کریں
ہمیں حلال نہ اونکو حرام سے فرصت

بُت لگی جنہیں امرد ہوی ملے مورت
ہو کیسے نام خدا رام رام سے فرصت

یہ حسن ظن ہے کہ ان سے امید حق گوئی
نہیں ہے لمحہ نہیں اتہام سے فرصت

غلام بننا امارت کو چھوڑ کر مشکل
محال ہے ترک احتشام سے فرصت

یہی عمارت دیں کے ہیں دو ستون معمار
کہ جن کو ہوتی نہیں انہدام سے فرصت

نہ حق تھا بعد محمد علی خلیفہ ہو
مگر نہ شیعوں کو ہے انتقام سے فرصت

مرد کو خواجہ جی خفگی تری میں دوڑے بہت
نہ مینڈکی کو ہوئی کچھ زکام سے فرصت

الٰہی عشق وہ اپناوے قادیانی کو
کہ جس کی صبح سے پھر ہو نہ شام کو فرصت

(۲)

دوستو احمدؑ موعود کے گلشن تم ہو
بلبل باغ محمدؐ کے نشیمن تم ہو

آج دنیا میں سبھی گاتے ہیں اپنی اپنی
لیکن اک نغمۂ توحید کے ارگن تم ہو

عطر ایماں سے معطر جو ہو تم پیراہن
گل تحمید بھریں جسمیں وہ دامن تم ہو

رُوح حق تم میں جو ہیں حضرت محمود احمد
جان تو یہ بھی کہ وہ جان ہیں اور تن تم ہو

عہد کا بار لیا سر تو اسے لے کے چلو
ہو ڈرائیور تمہیں گاڑی تمہی انجن تم ہو

حق سے پیوند ہو جس سے وہی رشتہ ہو تم
چاک اسلام سلے جس سے وہ سوزن تم ہو

جس کا ہر قطرہ کبھی چشمۂ صافی ہو گا
رشحۂ آب ہدایت کے وہ روزن تم ہو

پہلوان احمدیت کے ہو شاگرد رشید
مرد میدان ہر اک رستم و بہمن تم ہو

شرک فولاد بھی بنجائے تو لوہا مانے
جہل کفر بھی ہو گرد وہ آہن تم ہو

دین کو تم نے مقدم جو رکھا دنیا پر
آج عالم ہے سیہ انجم روشن تم ہو

عہد و اقرار کا آئینہ ہیں اعمال بشر
غور سے دیکھو حسن تم ہو کہ احسن تم ہو

خوبیاں کیا یہ فقط نام کی یا کام کی ہیں
خود سمجھ لو کہ نہیں عقل کے دشمن تم ہو

قادیانی کی دعا حق سے یہی ہے ہر دم
حامی دین خدا کامل ہر فن تم ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم ✻ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کب مُسلمان ہونگے خُرّم و شاد

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک پُرانی نظم جو اس جلسہ سالانہ پر پڑھی گئی

✻

آہ! دُنیا پہ کیا پڑی اُفتاد
دین و ایمان ہو گئے برباد

مہرِ اسلام ہو گیا مخفی
سارے عالم پہ چھا گیا ہے سواد

آج مُسلم ہیں رنج و غم سے چُور
اور کافر ہیں خندہ زن - دل شاد

رُوحِ اسلام ہو گئی محصور
کُفر کا دیو ہو گیا آزاد

جو بھی ہے دشمنِ صداقت ہے
دینِ حق سے ہے اس کو بغض و عناد

جھوٹ نے خوب سر نکالا ہے
ہے صداقت کی ہِل گئی بُنیاد

دشمنانِ شریعتِ حقّہ
چاہتے ہیں تغلّب و افساد

اس ارادے پہ گھر سے نکلے ہیں
دینِ اسلام کو کریں برباد

ہے ہمارے علاج کا دعویٰ
کہتے ہیں اپنے آپ کو فصّاد

مگر اس فصد کے بہانے سے
کر رہے ہیں وہ کارِ صد جلّاد

ستم و جور بڑھ گیا حد سے
انتہا سے نکل گئی بے داد

ہے غضب! ہیں وہ شائقِ بیداد
پھر ستم یہ کہ ہیں ستم ایجاد

پھر یہ ہے قہر ظلم کر کے وہ
خود ہمیں سے ہیں ہوتے طالبِ داد

اے خدا اے شہِ مکین و مکاں
قادر و کارساز و ربِّ عباد

دینِ احمدؐ کا تو ہی ہے بانی
پس تجھی سے ہماری ہے فریاد

تیرا دَر چھوڑ کر کہاں جائیں
کس سے جا کر طلب کریں امداد

چاروں اطراف سے گھرے ہیں ہم
آگے پیچھے ہمارے ہیں حسّاد

ہے اِدھر پاشکستگی کی قید
اور اُدھر سر پہ آگیا صیّاد

زلزلوں سے ہماری ہستی کی
ہِل گئی سر سے پا تلک بُنیاد

کچھ تو فرمائیے کریں اَب کیا
کچھ تو اَب کیجئے ہمیں ارشاد

کب تلک بیکنہ رہینگے ہم
تختۂ مشقِ بازوئے جلّاد

کب طلسمِ فریب ٹوٹے گا
کب گرے گا وہ پنجۂ فولاد

ان دُکھوں سے نجات پائینگے کب
ہونگے کب ان غموں سے ہم آزاد

کب رہا ہوگی قید سے فطرت
دُور کب ہو گا دَورِ استبداد

شانِ اسلام ہو گی کب ظاہر
کب مُسلمان ہونگے خُرّم و شاد

پُوری ہو گی یہ آرزو کس وقت
کب بر آئیگی یہ ہماری مُراد

مَیں بھی کہتا ہوں آج تجھ سے وہی
جو ہیں پہلے سے کہہ گئے اُستادؔ

نام لیوا رہے گا تیرا کون
ہم اگر ہو گئے یُونہی برباد

کون ہو گا فدا ترے رُخ پر
کون کہلائیگا ترا فرہاد

کون رکھیگا پھر امانتِ عشق
کس کے دل میں رہیگی تیری یاد

احمدی اُٹھ کہ وقتِ خدمت ہے
یاد کرتا ہے تجھ کو ربِّ عباد

شکر کر شکر - یاد کرتا ہے
گدگداتی تھی دل کو جس کی یاد

خدمتِ دیں ہوئی ہے تیرے سپرد
دُور کرنا ہے تُو نے شرّ و فساد

تجھ پہ ہے فرض نصرتِ اسلام
تجھ پہ واجب ہے دعوت و ارشاد

خدمتِ دیں کے واسطے ہو جا
ساری قیدوں کو توڑ کر آزاد

دشمنِ حق ہیں گو بہت - لیکن
کام دیگی انہیں نہ کچھ تعداد

کُفر و الحاد کے مٹانے کی
حق نے رکھی ہے تجھ میں استعداد

فتح تیرے لئے مقدر ہے
تیری تائید میں ہے ربِّ عباد

قصرِ کفر و ضلالت و بدعت
تیرے ہاتھوں سے ہو گا اب برباد

ہاں! تری رہ میں ایک دوزخ ہے
جسمیں بھڑکی ہے نارِ بغض و عناد

اس کے شعلوں کی زد میں جو آ جائے
دیکھتے دیکھتے ہو جل کے رَماد

پر نہ لا خوف دل میں تو کوئی
کیونکہ ہے ساتھ تیرے ربِّ عباد

بے دھڑک اور بے خطر اسمیں
کُود جا کہہ کے ہرچہ بادا باد

اختلاف تصور و شعور

اجتماعی اعتبارات کی زندگی کوئی خاص مستقل وجود نہیں رکھتی - بلکہ ایک نہایت کثیر التعداد زائل ہونیوالے مظاہر میں ظہور کرتی رہتی ہے - ہر ایک قوم و فرقے کا ایک خاص علیحدہ تصور "چاہیئے نہ چاہیئے" کا ہے - جس کا ریند ہونا وہ اپنا فرض مقدس سمجھتا ہے - ایسا ہی ہر ایک قوم کا ایک خاص شعور نفسی ہے - جس کے زیر اثر وہ دائرہ اعمال میں حرکت کر رہی ہے - کانگو میں کنواری لڑکیوں کو ان کے نکاح سے پہلے پیشے پر بٹھایا جاتا ہے - اور اس زنا کو کوئی معیوب عمل نہیں خیال کیا جاتا - مکسیکا میں بھی لڑکیاں مہر نکاح کمانے کیلئے یہی زنا کا پیشہ علی الاعلان اختیار کرتی ہیں - بعض ایسے ممالک بھی ہیں - جہاں مرد باکرہ (کنواری) سے شادی کرنا ذلت اور عیب سمجھتے ہیں - اور خود ہندوستان میں ایسی بھی ایک قوم ہے جو ماں - بہن بیٹی سے زنا کرنا جائز ٹھیراتی ہے اور اس کو برا نہیں مانتی - اور ایک ایسا بھی انسانی مجتمع (گروہ) ہے - جو اپنے نوجوانوں کو شادی کی اجازت نہیں دیتا - جب تک وہ کوئی چوری یا ڈاکہ نہ ماریں - ان کے اعتقادات میں یہ کوئی برا فعل نہیں - بلکہ اسے اجتماعی تعلقات کے پیدا کرنے کے لئے ایک نہایت ضروری شرط سمجھا جاتا ہے - ایک ایسا بھی مجتمع بشری ہے - جسکے افراد معمولی انتقام لینے یا عزت آبرو قائم رکھنے کیلئے قتل کرنا فخر یقین کرتے ہیں - اور انہیں اس کی مطلق پرواہ نہیں کہ کل قانون انہیں مجرم گردانیگا - کیونکہ جس اجتماع میں وہ رہتے ہیں - وہ قانون سے موافقت نہیں کرتا - اور ان کے نزدیک انکے اپنے اجتماع کی رائے قانون عدالت کے حکم سے کہیں زیادہ قابل اعتبار و وقعت ہے - اور اس لئے وہ اس کی خاطر اپنے جان و مال و عزیز و اقربا کو ضائع کر دینا گناہ نہیں - بلکہ باعث شرافت و فضیلت یقین کرتے ہیں - اور اس کے برخلاف فعل کو ذلت و رسوائی اور جرم سمجھتے ہیں - غرض بنی بشر مختلف چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں منقسم ہیں - اور ہر ایک جماعت کا ایک خاص تصور ہے - جس کے معیار کے مطابق اس کے افراد اپنے افعال کو جانچتے اور آراستہ کرتے ہیں - اور ویسا ہی اس جماعت کا ایک عام مشترک شعور بھی ہے - جس کی قوت فعالیت کے زور سے ان کے تصورات ظاہری اعمال کی صورت میں نمایاں ہوتے ہیں - اور اگر سب جماعتوں (گروہوں) کے تصورات اور مشاعر کو یکجا جمع کر کے ایک نظر ڈالی جاوے - تو بلاشبہ ان میں ہم بعض ایسے تصورات و مشاعر بھی پائینگے - جو تمام جماعتوں میں بلا استثناء مشترک ہیں - اور یہ ایک علیحدہ مستقل بحث ہے - جس کا ذکر میں انشاء اللہ آئندہ کروں گا - لیکن باایں ہمہ ایک عجیب نظارہ ان مختلف جماعتوں کے تصورات و مشاعر میں ہم یہی دیکھتے ہیں - کہ اگر ایک فعل کسی ایک جماعت کے نزدیک "چاہیئے" ہے - تو وہی فعل بعینہٖ کسی دوسری جماعت کے نزدیک "نہ چاہیئے" ہوگا - جیسا کہ میں نے آپ کو مذکورہ بالا چند مثالوں میں دکھلایا ہے - اگر ایک امت کا تصور و شعور زنا کو مکروہ اور گناہ خیال کرتا ہے - تو ایک دوسری امت کا تصور و شعور اسی زنا کو درست اور لازمی سمجھتا ہے - بلکہ جب تک اس امت کے افراد میں یہ تصور و شعور کم و بیش ہے تب تک اس کا شیرازہ کم و بیش قوی و مضبوط ہے لیکن جونہی کہ کسی دوسری جماعت کے زیر اثر ان میں سے بعض افراد کا یہ تصور و شعور مضمحل اور زائل ہونے لگیگا توں ہی اس جماعت کا شیرازہ بھی ڈھیلا ہوتے اور بکھرنے لگیگا - اس جماعت کے اندر افراد رہ ہی نہیں سکتے - اگر ان کا تصور اور شعور اس کے تصور و شعور کے مطابق نہیں - یہ ایک اجتماعی حقیقت ہے - جس کو یاد رکھنا ہر ایک لیڈر کا ایک نہایت ہی ضروری فرض ہے - کیونکہ اس کے کاموں میں سے سب سے اہم کام یہ ہے - کہ پہلے اپنی جماعت کے شیرازے کو مضبوط رکھے اور یہ تب تک ہی ہو سکتا ہے - جب تک کہ وہ لیڈر افراد جماعت کے مشترکہ تصورات و مشاعر کو ہمیشہ زندہ و تازہ رکھے - اور ان کو بیرونی حوادث کی منہدم کرنے یا مٹانے والی تاثیروں سے بچائے رکھے - اس اجتماعی حقیقت کی ایک عملی نظیر ہمارے موجودہ لیڈر کی زندگی میں ملتی ہے - کہ آپ نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا کردہ تصورات و مشاعر کو اصل حالت میں قائم اور بیرونی تاثیروں سے محفوظ رکھنے کے لئے کمال جرأت اخلاقی سے کام لیتے ہوئے بڑی مخالفتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ازبس کوشش کی ہے احمدی احباب اپنی جماعت کی تاریخ زندگی پر نظر کر کے اس بات کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ تصورات و مشاعر کی یگانگت کیسے جماعت کے اتحاد کو مضبوط کئے رکھتی ہے - اور کس طرح جو افراد بیرونی تاثیروں سے متاثر ہو کر اپنے تصورات و مشاعر کو بدلتے ہیں - جماعت کے اندر نہیں رہ سکتے - بلکہ ان کو الگ ہونا پڑتا ہے - یہ وقت جماعت کے لئے ایک تزلزل اور فتنے کا وقت ہوتا ہے اور جو شخص اس کے اتحاد کو نہ صرف کمزور ہونے سے بچاتا ہے - بلکہ اور بھی قوی کرتا ہے - وہ ایک نہایت ہی عظیم الشان خدمت کو ادا کرتا ہے - آیت استخلاف وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم و لیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً و من کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفٰسقون - اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتی ہے -

غرض اختلاف تصور و شعور ہی ہے - جس نے بنی نوع انسان کو مختلف جماعتوں میں تقسیم کر کے ان کی حرکت و نقل کے لئے مختلف دائرے کھینچ رکھے ہیں - اور ایک دائرہ جماعت کے بعض افراد دوسری جماعت کے دائرے میں تب ہی داخل ہوتے ہیں - جب ان کے اپنے تصورات و مشاعر اس دوسری جماعت کے تصورات و مشاعر کے زیر اثر بالکل مٹ جاتے ہیں - اور ان کی جگہ یہ نئے تصورات و مشاعر ان کے ذہنوں میں پیدا ہو گئے ہیں . . . .

. . . . - اور اگر وہ تصورات مٹے نہیں - بلکہ پہلے کی نسبت کچھ مدہم ہو گئے ہیں تو ایسی صورت میں اگر وہ اپنے دائرہ جماعت سے باہر نہیں نکلے تو پانی میں تیرتے ہوئے مردے کی طرح ان کی مثال

ہوگی۔ یا اگر ان چند افراد میں خود پرست محرک انسان ہوا تو وہ ان کو آپس میں جمع کرکے ایک نئی جماعت قائم کرلیگا انہیں تصورات و مشاعر کے مٹنے یا نئے سرے سے پیدا ہونے سے جماعتیں بنتی ہیں۔ اور انہی تصورات و مشاعر کے کمزور ہونے سے جماعتیں کمزور ہوتی ہیں۔ اور انہی تصورات و مشاعر کے مٹنے یا بننے سے جماعتیں مرتی یا زندہ ہوتی ہیں۔ اور انہیں تصورات و مشاعر کی آپس کی نقل و حرکت و تبدیلی سے ایک جماعت کے افراد دوسری جماعت میں داخل ہوتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ جس طرح پانی اونچائی سے نیچائی کی طرف بہتا ہے ایسے ہی تصورات و مشاعر کی بہاؤ بھی بلندی سے پستی کی طرف ہوتا ہے۔ یعنی ایک اعلیٰ جماعت کے تصورات و مشاعر اپنے اندر قوت غلبہ رکھتے ہیں اور وہ اس لئے ایک ادنیٰ جماعت کے تصورات و مشاعر کو ساتھ بہا کر لے جاتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوگا کہ ادنیٰ جماعت کے تصورات اور مشاعر ایک اعلیٰ جماعت کے تصورات و مشاعر پر غالب آجاویں یا ان کو کچھ نہ کچھ کم کردیں۔ یا ان میں کوئی نہ کوئی تبدیلی پیدا کردیں۔ یہ ہرگز ممکن ہی نہیں۔ اگر آپ کو کسی جماعت میں میرے اس قول کے برخلاف شہادت ملتی ہے۔ تو وہ صرف ایک ظاہری شہادت ہے۔ جس کی حقیقت و اصلیت پر آپ نے ابھی غور نہیں کیا۔ ہماری اپنی جماعت کے بعض افراد کے ذہنوں میں جو کچھ تغیر و تبدل ہوکر اختلاف کا باعث ہوا ہے۔ وہ بے شک ایک ادنیٰ جماعت یعنی غیر احمدیوں کے زیر اثر ہوا ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ وہ متاثر شدہ افراد فی الواقع بھی اپنے تصورات و مشاعر میں ایک ایسی اعلیٰ حیثیت رکھتے تھے۔ کہ وہ غیر احمدیوں کے تصورات و مشاعر سے بالکل متاثر نہ ہوتے۔ ان کا ان سے متاثر ہونا ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ ابھی ان کے تصورات و مشاعر پرانی ملاوٹ سے بالکل پاک و صاف نہیں ہوچکے تھے۔ ان میں قومی مواد کے آثار ابھی باقی تھے۔ جونہی کہ بیرونی محرکات یعنی آپس کے ذاتی تنازعات پیدا ہوگئے۔ وہ پوشیدہ آثار وراثت نے پھوٹ کر نمایاں ہوگئے۔ اب ان مذکورہ بالا افراد نے اپنے تصورات میں ترقی نہیں کی۔ بلکہ اسی پرانے دائرہ اجتماع کے قریب گر کر ایک اور دائرہ اجتماع اپنے اردگرد کھینچا ہے۔ جو کہ ہمارے آقا مسیح موعود ؑ کے دائرہ اجتماع سے بہت پست تھا۔ آنجناب نے قرآن مجید کی آیت کے مطابق زبان حال و قال سے اپنی جماعت کے اردگرد چند تین شرطوں کی بناء پر ایک بین دائرہ کھینچ کر اعلان کردیا تھا کہ فلا تطع الکافرین وجاھدھم بہ جھادا کبیرا وھو الذی مرج البحرین ھذا عذب فرات وھذا ملح اجاج وجعل بینھما برزخا و حجرا محجورا (۲۵-۵۵)

اسوقت میرا مقصد کوئی آپس کے اختلاف کا ذکر و تحقیق نہیں۔ بلکہ ایک اجتماعی معیار کو از روئے اصول واضح طور پر بیان کرنا تھا جس سے ہم مختلف جماعات کے مختلف تصورات و مشاعر میں سے اعلیٰ و ادنیٰ کی تمیز بآسانی کرسکتے ہیں۔ ہمیشہ ادنیٰ کمزور قوم اعلیٰ و قوی قوم کے تصورات و مشاعر سے متاثر ہوگی۔ اگر ایک جماعت (اُمت) اپنے تصورات و مشاعر کو چھوڑ کر ایک دوسری جماعت کے تصورات و مشاعر کو اختیار کرتی ہے۔ تو یقیناً جانو کہ اس جماعت کے تصورات و مشاعر دوسری جماعت کے تصورات و مشاعر کے مقابل میں اعلیٰ نہیں۔ بلکہ ادنیٰ ہیں۔ دوسری جماعت ہی اپنی ذہنی ارتقاء کے لحاظ سے اس کی نسبت اعلیٰ و ارفع ہے۔ یہ ایک ایسا محکم نکتہ اجتماعیہ ہے۔ جس کے ذریعے سے ہم فوراً فیصلہ کرسکتے ہیں کہ جماعات بشریہ میں سے کونسی جماعت اپنے تصورات و مشاعر میں بڑھ کر ہے۔ یہاں یاد رکھو کہ اس قسم کی افضلیت صرف ایک اجتماعی نسبتی امر ہے کیونکہ یہ بالکل ممکن ہے۔ کہ جس جماعت کو ہم نے کسی دوسری جماعت سے مقابلہ کرکے اعلیٰ ثابت کیا ہے اس کے اپنے تصورات و مشاعر بھی غایہ خیالیہ (آئیڈیل) سے اعلیٰ نہ ہوں۔ بلکہ پست ہوں۔ پس ایسی صورت میں یہ کہنا تو درست ہے۔ کہ فلاں جماعت فلاں جماعت سے تصورات و مشاعر میں اعلیٰ ہے۔ لیکن یہ درست نہیں کہ اس جماعت کے تصورات و مشاعر فی الواقع بھی اعلیٰ ہیں یا ناقص ٭

اس لئے اجتماعی اعتبارات کی زندگی دو وجہ سے کوئی ایسا حقیقی معیار نہیں بن سکتی۔ جس پر قیاس کرکے ہم اپنے اعمال کی درستگی یا غلطی کو پرکھ سکیں۔ یہ کہنا غلط ہے۔ کہ میری جماعت فلاں عمل کو نیک اور فلاں کو بد تصور و شعور کرتی ہے۔ اس لئے وہ عمل نیک و بد ہیں۔ اور ایسا ہی نہ یہ کہنا بھی ضروری صحیح ہے۔ کہ فلاں جماعت کے تصورات و مشاعر فلاں جماعت کے تصورات و مشاعر پر غالب آگئے ہیں۔ اس لئے وہ فی الواقع بھی اعلیٰ ہیں۔ ہاں وہ اعلیٰ ہیں بلکہ اس ادنےٰ مغلوب جماعت کے موجودہ ذہنی تصورات و مشاعر کی نسبت سے۔ نہ یہ کہ وہ درحقیقت اعلیٰ ہیں۔

ایسی حالت میں وہ معیار کیا ہے۔ جس کے ذریعہ سے ہم یہ فیصلہ کرسکیں۔ کہ فلاں تصورات و مشاعر دراصل کامل تصورات و مشاعر اجتماعی ہیں۔ یہ ایک بڑا مشکل اجتماعی مسئلہ ہے۔ جس پر علماء اجتماع نے مختلف بحثیں کرکے مختلف رائے دی ہیں۔ میں بھی انشاء اللہ عنقریب احباب کو اپنی رائے بتلاؤں گا اور پیشتر اسکے کہ اس پر میں پوری روشنی ڈال سکوں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں آیندہ مضمون میں فلسفہ گناہ پر بحث کروں۔ وما توفیقی الا باللہ ٭

زین العابدین ولی اللہ شاہ

قانون اسلحہ سے مستثنیٰ

گورنمنٹ ہند نے نئے قوانین اسلحہ کے حسب ذیل جماعتوں کے ممبروں کو مستثنیٰ کیا ہے:۔

(۱) ہر ایک ممبر جو کسی نائٹ ہڈ آرڈر سے تعلق رکھتا ہو ٭

(۲) ہر وہ شخص جس نے قیصر ہند تمغہ حاصل کیا ہو ٭

(۳) ہر وہ شخص جو ایسا خطاب یافتہ ہو۔ جسے گورنمنٹ ہند نے عطا کیا ہو یا تسلیم کیا ہو ٭

(۴) ہر وہ شخص جسے کوئی اعزازی تلوار یا ہتھیار گورنمنٹ ہند یا کسی لوکل گورنمنٹ نے بطور عطیہ عطا کیا ہو ٭

(۵) ہر وہ شخص جسے کوئی سرٹیفکیٹ الموقعہ پر عطا ہوا ہو جب ملک معظم [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نامۂ صادق

شکریہ

برادرانِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ کہ جس غرض کے واسطے حضرت مرشد صادق مہدی محمود خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں عاجز کو بھیجا تھا۔ وہ گذشتہ اڑھائی سال میں برفاقت برادر عزیز قاضی عبداللہ صاحب حسب دلخواہ حاصل ہوئی۔ قریب ایک صد نو مسلم ہوئے اور قریب پچاس کس مصدقین ہوئے۔ لنڈن کے مرکز میں سلسلہ احمدیہ کا جھنڈا گڑ گیا۔ بہت سے لیکچر ہوئے اخبارات اور رسالوں میں ہماری تصاویر اور مضامین شائع ہوئے بادشاہوں اور امیروں کو بھی پیغام حق پہنچایا گیا۔ اور غرباء کو بھی تبلیغ کی گئی۔ ہزار ہا رسالے تقسیم کئے گئے۔ مباحثات ہوئے۔ مخالفین کو چیلنج دئے گئے۔ مضافات میں بھی لیکچر ہوئے۔ اور اشاعت رسالجات کی گئی۔ غرض ہر طرح کا تبلیغی کام باوجود ایام جنگ کی مشکلات اور دقتوں کے جب کہ اس ملک میں مردوں کی شکل نہ دکھائی دیتی تھی۔ اور گاڑیوں پر بھی عورتیں کام کرتی تھیں۔ اور کھانے کی اشیاء بھی پورے طور پر میسر نہ آتی تھیں۔ ایسی تنگی اور تکلیف کے وقت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے مشن کو کامیاب کیا۔ یہ اس کا فضل کرم رحم۔ حلم اور غریب نوازی ہے اس غفار ستار قدیم کریم رحیم کی بخشش ہے۔ ورنہ ہم کیا اور ہماری ہستی کیا۔ جو ہوا۔ اسی سے ہوا۔ اور آئندہ بھی جو امید ہے۔ اسی سے ہے۔ جب قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کے فرمانے سے میں نے اس ملک میں آنے کے متعلق استخارہ کیا تھا تو ساری شب لاحول ولا قوۃ الا باللہ میری زبان پر جاری رہا۔ اور اسی پاک کلام کے کرشمے قدرت میں یہاں دیکھتا رہا ہوں۔ اگر اپنی اس اڑھائی سالہ زندگی کی تفصیل لکھوں تو وہ اسی کلمہ لاحول الخ کی تفسیر ہوگی اور بس۔ ایک بڑی بات جو میں نے یہاں کے ایام اقامت میں محسوس کی ہے۔ وہ حضرت فضل عمر نصرہ اللہ العزیز اور احباب کرام کی دعائیں ہیں۔ شب و روز میں اس امر کو محسوس کرتا رہا ہوں کہ ان دعاؤں نے کسقدر میری مدد کی وہ دعائیں مجھ کو اس طرح پہنچتی رہیں جس طرح تار یا ٹیلیفون یا برقی رو کا اثر ہوتا ہے۔ گویا میں دیکھتا رہا۔ کہ یہ واقعہ خیر کے حصول کا کس طرح دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اور وہ واقعہ شر سے بچنے کا کس طرح دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ میرا ایمان دعا اور اسکی تاثیر اور طاقت پر بہت ترقی کر گیا ہے۔ صرف یہی نہیں۔ کہ اوروں کی دعاؤں کو اپنے حق میں قبول ہوتے دیکھا۔ بلکہ اپنی بہت سی دعاؤں کو اپنوں اور دوسروں کے حق میں قبول ہوتے پایا۔ کئی ایک اصحاب اسوقت لنڈن میں ہیں۔ جو عاجز کی دعاؤں پر پورا یقین رکھتے ہیں۔ اور یہی یقین ان کیواسطے قبول اسلام کا موجب ہو گیا ہے۔ میں ان مکرم دوستوں کا بہت ہی مشکور ہوں جنہوں نے میرے واسطے دعائیں کیں۔ خدا کی رحمت مسیح موعود کی توجہ اور خلافت کی برکت سے میرے ایسے دوستوں کی تعداد بہت ہے۔ میں ان سب کے نام نہیں لکھ سکتا۔ میں جانتا ہوں۔ بہت سے ایسے بھی محب ہیں جو میرے لئے دردِ دل سے دعائیں کرتے ہیں۔ مگر کبھی انہوں نے اس امر کا اظہار میرے سامنے تحریراً نہیں کیا۔ خدا سب کو جانتا ہے اور سب کے دلوں کو پہچانتا ہے۔ میں اس کے کرم۔ رحم اور فضل پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ کہ وہ سب کو میری طرف سے اجر دیگا۔ اور بہت بڑا اجر دیگا۔ اور دین میں اور دنیا میں ان سب کو خوشحالی اور کامیابی اور سرخروئی عطا فرمائیگا۔ آمین ثم آمین۔

جب سے قادیان میں جلسہ سالانہ کی تجویز ہوئی۔ عاجز ہمیشہ ہر جلسے میں برابر شامل ہوتا رہا۔ اور یہ عمر بھر میں تیسرا سالانہ جلسہ ہے۔ کہ میں اس میں شامل نہیں ہوں۔ اور احباب کی ملاقات سے خوشی حاصل کرنے کی نعمت نہیں پاتا۔ مگر میری دعائیں آپ لوگوں کے ساتھ ہیں۔ اور میں آپ صاحبان کی رفاقت کے واسطے ایک نئی جماعت تیار کرنے میں مصروف ہوں جنکے نمائندوں کو انشاء اللہ آپ لوگ ایک وقت قادیان میں دیکھیں گے مسیح موعود کے مقام نزول میں مشرق و مغرب و شمال و جنوب ایک جگہ جمع ہونیوالا ہے۔ منشاء الٰہی کے ماتحت قادیان اب دنیا کا روحانی مرکز ہے۔ ہر ملک و ملت اور ہر زبان اور قوم کا آدمی وہاں ہوگا۔ کاش کہ اہل قادیان اس برکت سے فائدہ اٹھائیں۔ کیونکہ پہلا فرض ان کا ہے۔ کہ وہ سب مسیح موعود پر ایمان لائیں۔ ہندو ہوں یا غیر احمدی مسلمان جس قدر قادیان کے لوگوں نے مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کے نشانات دیکھے ہیں۔ اسقدر اور کسی نے نہیں دیکھے۔

میں نے اس ملک میں آکر بہت کچھ دیکھا۔ اور سب کچھ سنا۔ مگر میں آپ صاحبان کو یقین دلاتا ہوں کہ ملک انگلستان میرے خیالات اور میری طرز زندگی میں کچھ تبدیلی نہیں کر سکا۔ بہت سے میری عادات میں تبدیل ہوئے۔ مگر کسی کی صحبت نے مجھے تبدیل نہیں کیا۔ مجھے اب بھی قادیان کی زندگی ویسی ہی پیاری ہے جیسی ہمیشہ تھی۔ گو حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم کے بعد میں اپنی کوئی مرضی نہیں رکھتا۔ میرے دل میں مطلقاً کوئی خواہش نہیں کہ میں قادیان واپس بلایا جاؤں یا یہاں رکھا جاؤں یا افریقہ یا امریکہ بھیجدیا جاؤں۔ میں نے اپنے قلب سے تمام خواہشوں کو باہر نکال دیا۔ اور اپنے دل کے خلاء کو صاف کر دیا ہے تاکہ اس میں سوائے حضرت مرشد صادق ہادی دین فضل عمر نصرہ اللہ کے حکم اور خواہش کے سوا اور کوئی شے اسکے اندر داخل نہ ہو۔ میرا نفس دیگر کتاب میرا نہیں۔ میرا وجود اور میری جان اب میری نہیں۔ بلکہ محمود کے ہیں۔ وہ جو چاہے اسکے ساتھ کرے اور جدھر چاہے بھیجدے۔ حکم محمود کے بعد مجھ کو نہ کسی سمندر کا ڈر ہے۔ اور نہ کسی جنگل کا خوف ہے۔ نہ وطن کی خواہش ہے اور نہ سیر کا شوق ہے۔

یہ خدا کا فضل اور اسکی رحمت ہے کہ اس ملک میں بھی لوگوں نے میری بہت عزت کی۔ اور بہت سے میرے محب پیدا ہو گئے ہیں۔ دو کالجوں کا میں فیلو منتخب ہو چکا ہوں۔ علوم السنہ کی پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل ہوئی ہے۔ دو معزز سوسائٹیوں کی ممبری اور ایسوسی ایٹ حاصل ہوئی۔ میرے افریقہ جانے کی خبر سنکر یہاں کے دوستوں نے جسقدر محبت کے خطوط لکھے۔ ان کو دیکھکر میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے لوگوں کے دلوں کو میری محبت سے کیسے بھر دیا ہے۔ چند الفاظ ان خطوں میں سے درج ذیل کرتا ہوں۔

(۱) مسٹر ٹامس (ابراہیم) از ایسٹا نیڈ۔ مجھے آپ کی جدائی کے خیال سے بہت صدمہ ہے۔ ہر مصیبت سے جو کبھی مجھ پر آئی۔ آپکی قبول ہونیوالی دعاؤں کے ذریعہ سے میں نے رہائی

(۲) مس سٹرو ڈ (حمیدہ) از ڈوکنگ۔ آپنے اس ملک میں بہت سے بھٹکے ماندے سیاہ روحوں کو گناہ کے تاریک

سے نکالکر واحد خدا کی شاندار خوبصورتیوں کی طرف راہنمائی کی ہے۔ مسلمانوں کی جماعت پر آپکی جدائی ایک صدمہ ہوگی۔

(۳) مسٹر و مسز کیستھ لین محمد (فاطمہ) آپکی روانگی کے صدمہ کو کن الفاظ میں ظاہر کروں۔ صرف یہی نہیں کہ آپکے ذریعہ سے میں داخل اسلام ہوئی۔ بلکہ ہمیشہ میں نے آپکو ایک سچا اور ہمدرد دوست پایا۔ آپ کا وجود اسلامی تعلیم کا ایک نمونہ ہے

(۴) مسٹر راشر (شریف حسن) میں یقین کرتا ہوں کہ جیسا یہاں اس ملک میں ہوا۔ افریقہ میں بھی لوگ آپکی عزت اور محبت کریں آپکی پاک مذہبی تعلیم کے سبب اور نیز آپکے فضل و علم کے سبب اور آپ کی ہمدردانہ اور مہربان طبیعت کے سبب ٭

(۵) مسٹر و مسز شاہ (جمیلہ) اس ملک کے سب مسلم بھائی اور بہنوں کو آپکے جانے کا صدمہ ہوگا۔ پر مجھے سب سے زیادہ جب میں مسلمان نہ تھی۔ تب سے ہی آپکے حسن اخلاق کی گرویدہ تھی۔ اور وہی آخر مجھے اسلام کی طرف کھینچ کر لایا میں دعا کرتی ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور حضرت نبی احمدؑ کی روح کی مدد ہمیشہ آپکے ساتھ ہو ٭

(۶) نرس بخین (سابق ووکنگ) اسلام اور نبی پاک کی خوبیاں جو آپنے وقتاً فوقتاً بیان کیں۔ ان سے بہتیروں کے دلوں میں آپنے اسلامی محبت کی لو لگادی ہے۔ میری دعا ہے۔ کہ جس ملک کو آپ جاتے ہیں۔ وہاں بھی نبی احمد کا پیغام ایسا ہی کثرت سے آپ پہونچا سکیں۔ آپکے لیکچر ہمیشہ دلچسپ اور علم آموز ہوتے رہے ہے۔

(۷) مس والتھو (عزیزہ) جناب مفتی آپ کی یاد میرے دل میں ہمیشہ تازہ رہیگی۔ کیونکہ آپنے اس ملک میں سلسلہ احمدیہ کی بنیاد قائم کردی ہے۔ ہماری آیندہ نسلیں بھی آپکے نام سے برکت چاہینگی۔ اور آپ کو برکت دینگی۔

(۸) مسٹر سلمان فیتھ۔ آپ کا کام۔ آپکی زندگی کا نمونہ اور آپکا کلام ہمیشہ دل میں رچا رہیگا۔ میں نے ایک رویا میں دیکھا ہے کہ دو فرشتوں نے آپ کو اٹھایا ہوا ہے۔ اور حضرت نبی اللہ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دست شفقت آپکے سر پر ہے۔

(۹) مسز ہیرڈ (نجمہ) آپ کی جدائی بڑا صدمہ ہے۔ مگر جو روحانی برکات آپنے اہل انگلینڈ کو دئے۔ انکی ضرورت اور ملکوں کو بھی ہے۔ اسواسطے آپکو الوداع کہنے پر ہم صابر ہیں

(۱۰) مسز عیسیٰ خاں (حلیمہ) آپنے اس ملک میں ایمان کا بڑا بیج بودیا ہے جس کا پھل آیندہ واعظ کھائینگے۔ دین اسلام اور حضرت نبی احمد علیہ السلام کی تعلیم جو آپنے ہمارے ملک میں پھیلائی ہے۔ اس کیواسطے ہم سب آپکے ازحد مشکور ہیں

(۱۱) مسٹر ماڈلنگ نے ایک نظم انگریزی عاجز کے دینی کام کے متعلق لکھی ہے۔ جو صاحب ایڈیٹر رسالہ ریویو کو برائے اشاعت روانہ کی گئی ہے۔

(۱۲) مس الیور (احمدی جی) کیا ہی مبارک دن تھا جب مسٹر چاند مجھے آپکے پاس لے گیا۔ اور پھر کیا ہی مبارک دن تھا صلح کا دن۔ جبکہ میں آپکی تعلیم سے یقین کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوگئی۔ خدا کا شکر ہے کہ انبیاء کا زمانہ صرف گذشتہ نسلوں کیواسطے نہ تھا بلکہ ہمارا زمانہ بھی ایک نبی کی زندگی سے بابرکت کیا گیا۔ مجھے آپ سے کسقدر محبت ہے؟ اس ملک میں صرف تین شخص مجھے ازحد پیارے ہیں۔ ایک مفتی محمد صادق۔ دوم میرا انگیتر۔ سوم میری خالہ اور بس۔ اسٹار اسٹریٹ کے جلسے اور پاک صحبتیں اور مفید لیکچر میں کبھی نہ بھولوں گی ٭

(۱۳) مسز کرا کسفورڈ۔ خدا کی برکتیں آپ پر ہوں۔ میں کبھی آپ کو نہ بھولونگی۔ جی چاہتا ہے۔ کہ آپ کو وداع کرنے کے واسطے لنڈن آؤں۔ مگر بعض مشکلات۔ آپ کی تمام مہربانیوں کے لئے میں تہ دل سے مشکور ہوں۔

خط تو بہت سے ہیں۔ مگر نمونہ کے طور پر یہ چند میں نے لکھے ہیں۔ بعض خطوط کی پوری نقلیں احباب کے ملاحظہ کے واسطے انشاء اللہ کبھی آیندہ ڈاک میں روانہ کروں گا۔

شکریہ نامہ نویساں

میں اسوقعہ پر ان عزیز دوستوں کا بھی شکریہ کرتا ہوں۔ جنہوں نے میرے ایام اقامت انگلستان میں نامہ و پیام کا سلسلہ متواتر جاری رکھکر اپنی نیم ملاقات سے ہمیشہ میری حوصلہ افزائی کی۔ وقت شاں خوش باد کہ وقت ما خوش کردند۔ جیسا کہ بابو اکبر علی صاحب۔ مولوی محمد احسان الحق صاحب۔ مولانا مولوی عبدالواحد صاحب۔ سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب۔ مرزا کبیر الدین احمد صاحب۔ بابو محمد علیخان صاحب ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر۔ بابو عبدالکریم صاحب۔ قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل۔ سید فتح علی شاہ صاحب سید حامد حسین صاحب۔ منشی تاج الدین صاحب۔ سید محمد محسن صاحب یہ وہ اصحاب ہیں جنکے نامہائے محبت قریباً ہر ہفتے آتے رہے۔ ورنہ بہت سے ایسے احباب ہیں۔ جن کے خطوط وقتاً فوقتاً ملتے رہے۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ بعض وہ ہیں۔ جنھوں نے خط اسواسطے نہ لکھا کہ میرا وقت ان کے خطوں میں صرف نہ ہو۔ ورنہ ان کے دل میری محبت سے لبریز ہیں۔ خدائے واحد یگانہ اپنی خاص رحمت اور کرم اور فضل ان سب پر کرے اور ان کے متعلقین پر۔ اور انکی اولاد پر۔ آمین ثم آمین ٭

دو ضرورتیں

اسوقت میں اس امر کا اظہار کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ دو نہایت ضروری کام ہمیشہ میرے مدنظر تھے۔ مگر ایام جنگ کی سرکاری بندشوں کے سبب میں ان کو سرانجام نہیں دے سکا۔ اور اب وقت ہے کہ احباب ہمارے نئے مشنریاں کی مدد ان ہر دو کاموں کے سرانجام دینے میں کریں ٭

اوّل۔ ایک ماہوار رسالے کا اجراء جس کا نام میری رائے میں "مسلم ریفارمر" ہونا چاہیئے۔ ایام جنگ میں سرکاری مخالفت تھی کہ کوئی نیا رسالہ جاری ہو۔ لیکن اب اجازت ہوگئی ہے۔ یہ رسالہ سردست ایک مختصر پیمانہ پر جاری کیا جائے۔ اور اسکی قیمت مبلغ دو روپے سالانہ مقرر کی جائے۔ اگر ایک ہزار خریدار اسکے واسطے احباب مہیا کردیں۔ اور دو ہزار روپیہ یہاں بھیجدیں تو مسٹر سیال و نیر انشاء اللہ رسالہ کو جاری کرسکینگے۔ اور دو تین سالوں میں یہ رسالہ اپنا خرچ خود نکال لیگا۔

دوم۔ لنڈن کے مضافات میں کسی کھلی جگہ پر جو لنڈن کے شوروشر سے ایک حد تک الگ ہو۔ مگر شہر سے بہت دور بھی نہ ہو۔ ایک احمدیہ مسجد اور مہمانخانہ بنایا جاوے۔ یہاں ایسی کمپنیاں ہیں۔ جو ہمارے پیش کردہ نقشہ کے مطابق مکان اپنے خرچ سے تیار کردینگی۔ اور پھر صرف پانچ پونڈ ماہوار اقساط اپنی رقم کئی سالوں میں وصول کرینگی۔ اگر چند دوست ہمت کر کے یہ انتظام کریں۔ کہ وہ ہمارے اخراجات کے علاوہ جو آتے ہیں۔ پانچ پونڈ علیحدہ اس غرض کیواسطے ہمارے نام یا اس کمپنی کے نام روانہ کرتے رہیں۔ تو مسجد اور مکان ابھی سے ہمارے استعمال میں آنا شروع ہو جائیگا۔ اور بالآخر ہم اس کے فری ہولڈ مالک ہو جائینگے ٭

چونکہ عاجز کو اب ایک نیا سفر درپیش ہے۔ جسکے واسطے پاسپورٹ لے چکا ہوں۔ اور صرف جہاز پر جگہ ملنے کی دیر

ہے۔ اسواسطے احباب کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ:-

اول۔ آپ صاحبان بدستور عاجز کے واسطے دعا کرتے رہیں اور اپنے خطوط و حالات سے مطلع کرتے رہیں۔ میرا پتہ سردست یہی ہوگا۔ ۴۲ اسٹار اسٹریٹ۔ ایج دے آر۔ روڈ۔ لنڈن ڈبلیو ۲۔ یاد رہے کہ پتہ پر W2 لنڈن کے ساتھ لکھنا ضروری ہے ورنہ خط بعض دفعہ گم ہو جاتا ہے W.2 اس ڈاک خانہ کا نام ہے۔ جس کے متعلق ہمارا مکان اور محلہ ہے۔ یہاں جو خط آئے گا وہ مجھے جہاں کہیں میں ہوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ پہنچ رہیگا۔

دوم۔ اگر کسی دوست کو کوئی خاص امر مدنظر دعا کے واسطے ہو۔ اور مجھے وہ اس سے اطلاع کرنا پسند کریں تو انشاء اللہ میں اس خاص امر کے واسطے اپنے سفر جہاز وغیرہ میں ان کے واسطے دعا کروں گا۔ اگرچہ میرا پاسپورٹ طیار ہے۔ اور جہاز پر جگہ کے واسطے کوشش ہو رہی ہے۔ مگر جہاز کم اور جانیوالے مسافر بہت۔ اسواسطے جلد جہاز ملنے کی بظاہر امید نہیں معلوم ہوتی۔ شاید دو تین ماہ اور لگ جائیں۔

سوم۔ احباب کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس عاجز گناہ گار کو ہر شر اور ہر قسم کے ابتلاء روحانی اور جسمانی سے اپنے فضل کرم اور رحم سے بچائے۔ اور ہمیشہ محفوظ رکھے۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک رحیم کریم حلیم قدیم آپ صاحبان کو اپنی رحمت کے سایہ میں رکھے ہر گناہ اور غلطی معاف فرمادے۔ اور ہر ثواب سے وافر حصہ عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

جب سے نئے مشنریان مسٹر نیر و مسٹر سیال یہاں آئے ہیں۔ کام بہت ترقی پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں میں برکات نازل کر رہا ہے۔ فالحمد لله ثم الحمد للہ۔

محمد صادق عفا اللہ عنہ۔

ایڈیٹر۔ جناب مفتی صاحب کا یہ مضمون ۲۹۔ دسمبر ۱۹۱۹ء کو جناب خان صاحب منشی فرزند علی صاحب نے جلسہ میں پڑھ کر احباب کو سنا دیا تھا۔

مُسدّس

جناب ذوالفقار علی خان صاحب کی نظم جو ۲۸۔ دسمبر ۱۹۱۹ء کو سالانہ جلسہ کے موقع پر آپ کے اپیل کرنے سے پہلے پڑھی گئی ہے۔

تری حمد و ثنا یارب ہو زیب داستاں میری
رہے مصروف نعت حضرت احمدؐ زباں میری
فدا آل محمدؐ پر ہو جان ناتواں میری
این جسم و جاں یارب ہو خاک قادیاں میری
حیات و مرگ دونوں میں رفیق اسلام ہو میرا
تیری فہرست ارباب وفا میں نام ہو میرا

فقط میں ہی نہیں یارب میں لکھوں ہمزباں میرے
شریک آرزو میرے شریک داستاں میرے
یہی ہے درد سب میں جسقدر ہیں قدرداں میرے
فدا تجھ پر ہیں یہ سب اے خدائے مہرباں میرے
یہ جتنے احمدی ہیں بک چکے ہیں دست احمدؐ پر
نثار اسلام پر قربان ہیں دین محمدؐ پر

الٰہی شکر ہے تیرا کہ تو نے چن لیا ہم کو
خزانہ خدمت اسلام کا سب دیدیا ہم کو
کبھی کے مر چکے تھے تو نے پھر زندہ کیا ہم کو
کیا نور نبوت سے بگرد پُر ضیا ہم کو
خدایا لاج رکھ لینا ہماری امتحانوں میں
ہمیں شرمندہ و رسوا نہ کرنا پہلوانوں میں

بنایا تو نے حزب اللہ ہم کو ہم بھی حاضر ہیں
ضعیف و ناتواں بیچارہ و بیکس بظاہر ہیں
نہ ہم جانوں سے باہر ہیں نہ ہم مالوں سے قاصر ہیں
ہمارا تو ہے ناصر ہم بھی تیرے دیں کے ناصر ہیں
ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ تیرے نام پر صدقے
محمدؐ پر ترے صدقے ترے اسلام پر صدقے

زہے قسمت یہ قربانی اگر منظور ہو جائے
ہماری زشتی اعمال ہم سے دور ہو جائے
شراب نامرادی شربت کافور ہو جائے
شرارہ آہ سوزاں کا چراغ طور ہو جائے
کھڑے ہوں روز محشر راستبازوں کی قطاروں پر
ہمارے نام بھی شامل ہوں تیرے جاں نثاروں میں

اٹھو اے حضرت احمدؐ کے جاں بازو ادھر آؤ
مثال ابر رحمت میز پر آکر برس جاؤ
خدا کے دین کو لے کر اٹھو دنیا میں پھیلاؤ
یہ نور احمدی ہر گوشۂ عالم میں پہنچاؤ
فرشتے دیکھتے ہیں قوت ایمان کھا دو تم
خدا کی راہ میں درکار جو کچھ ہو لٹا دو تم

تمہارے سامنے ہیں کارنامے عہد اولیٰ کے
پڑھے ہیں اور سنے ہیں تم نے سب قصے صحابا کے
ملے انعام ان کو کس طرح سب دین و دنیا کے
یونہی وارث بنو تم آگے بڑھکر فضل مولیٰ کے
خدا کے دین کی خدمت تمہیں کندن بنا دیگی
تمہارے نام کا دنیا میں پھر سکہ بٹھا دیگی

تمہیں کرنا ہے جو کچھ آج کر لو اے سمجھدارو
یہی دن ہیں جنہیں تم پھر نہ پاؤ گے مرے پیارو
خدا کے واسطے کچھ دکھ اٹھاؤ نفس کو مارو
یہی کل باعث آرام ہو جائیگا ہشیارو
وگرنہ یاد رکھو تم نہ ہوگے وہ ہرا ہو گا
جو محبوب مسیحا اور مطلوب خدا ہو گا

خدا کے فضل پر گو ہر بھروسا چاہیے کرنا
اشاعت کے لئے ساماں مہیا چاہیے کرنا
جہاں تک ہو سکے مل کر کے چندا چاہیے کرنا
مگر وہ بھی زیادہ سے زیادہ چاہیے کرنا
خلیفہ جیسا ہا ہمت ہے یارب ایسی ہمت دے
مٹا دے کفر کو دنیا سے ایسی تاب طاقت دے

احمدی و غیر احمدی اس نام کا ایک رسالہ ماسٹر عبد الرحمن صاحب بی اے مدرس ہائی سکول قادیان جسمیں اختلافی مسائل کو مکالمہ کے رنگ عمدگی سے بیان کیا ہے اور غیر مبائعین کے عقائد کی بے ہودگی دکھائی۔ قیمت ۲/ اور ماسٹر صاحب موصوف سے مل سکتا ہے۔

انتہا پسند کدھر جا رہے ہیں

(ایک انگریز کے قلم سے)

انتہا پسند کدھر جا رہے ہیں؟ ان کا رخ کس منزل کی طرف ہے؟ ان کی اس تگ و تاز کا کیا انجام ہوگا؟ کیا انتہا پسند اس امر کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ہم انگریز بھی دیانتداری کے ساتھ ایک ہی منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے ان کے ہمراہ ہم سفر ہیں۔ کیا وہ مانٹیگو چیمسفورڈ سکیم کی اہمیت کے قائل ہیں۔ کیا وہ ایمانداری سے یہ نہیں سمجھتے۔ کہ آج برطانوی مدبر دونوں ہاتھوں سے ہندوستانیوں میں آزادی کا عطیہ ایسی فیاضی سے بکھیر رہے ہیں۔ جو سنہ ۱۹۱۴ء میں کسی بلند پرواز انتہا پسند کے وہم و گمان میں بھی نہیں سما سکتا تھا۔ ہندوستان میں انتخابی حلقوں کو فوراً وسیع کر دیا گیا ہے۔ نظام حکومت کے ضروری شعبوں میں ہندوستانیوں کو فوری اور کامل اختیارات تفویض کئے گئے ہیں۔ اور اصلاحات کا نظام ترکیبی ایسا ہے۔ کہ ایک مدت کے بعد برٹش پارلیمنٹ کی تمام ذمہ داری اور اختیارات ہندوستانیوں کے حوالے کر دیئے جائینگے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کوئی ترقی پذیر تحریک بار آور ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اگر اس کے محرک دل سے اس کے لئے کوشش کریں ؎

وہ وعدہ جو ۲۰۔ اگست سنہ ۱۹۱۷ء کے اعلان میں مضمر تھا۔ اب قانون بن گیا ہے۔ اور دار العوام میں کسی اہم مزاحمت کے بغیر انڈین ریفارم بل پاس ہو چکا ہے۔ لیکن اس کی کامیابی کا راز یہ ہے۔ کہ ہندوستانی اور برطانوی آپس میں مل کر باہمی اعتماد۔ بردباری اور نیک نیتی سے کام کریں اگر ہندوستانیوں نے جدید نظام حکومت میں شرکت عمل سے کام نہ کیا۔ تو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ برطانوی اور ہندوستانی بہترین دماغوں کی تمام کوشش رائگان گئی۔ اس وقت دیانتداری سے محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ جدید نظام کی بنیادیں مضبوط ہو جائیں۔ لیکن انتہا پسند اس بات پر تلا ہوا ہے۔ کہ محنت کی جائے۔ تو ان بنیادوں کو اکھیڑنے کے لئے یہ کس قدر حیرت اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ انتہا پسندوں نے مانٹیگو سکیم کو برضاء و رغبت قبول نہیں کیا۔ اور اب وہ اسی سکیم کو ملکی مفاد کے خلاف بطور ہتھیار کے استعمال کر رہے ہیں۔ اور مشکل تو یہ ہے کہ وہ اوروں کو بھی کام کرنے سے روکتے ہیں۔ تالیف قلوب سے کام کرنے کی بجائے وہ نہایت بلند آہنگی سے پکار رہے ہیں۔ "نہیں! یہ اصلاحیں کافی نہیں ہیں۔ ہمیں سب کچھ ابھی مل جانا چاہیئے"۔ حالانکہ کسی مکان کی چھت پر چڑھنے سے پہلے اس کی نچلی منزلوں کو عبور کرنا لازمی ہے درحقیقت ان کی تحریک نہایت خطرناک ہے۔ انہوں نے صریح طور پر اعلان کر دیا ہے۔ کہ "آپ جو کچھ ہمیں دینگے۔ ہم اسے قبول تو کر لینگے۔ لیکن شورش سے باز نہیں آئینگے"۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ عوام الناس کو انقلاب کرنے پر آمادہ کیا جائے۔ اور ریفارم سکیم کو معطل اور غیر مؤثر کر دیا جائے۔

برطانوی حکومت سے پہلے ہندوستان کی مختلف قومیں ایک دوسرے کے خون سے پیاس بجھانے کے لئے خونریز ہنگاموں میں مصروف رہتی تھیں۔ ان میں قومیت کا احساس موجود نہ تھا۔ اب برطانوی حکومت کے زیر اثر ہندوستان میں قومی یکجہتی پیدا ہو گئی ہے۔ اور اب تعلیم یافتہ جماعت یکساں طور پر اسی جذبہ میں سرشار ہے کہ ان میں ایک انصاف پسند لیکن غیر حکومت کے جوئے کو اتار پھینکا جائے۔ اور حکومت خود اختیاری قائم کی جائے۔ لیکن یہ جذبہ بذات خود اس تعلیم کا نتیجہ ہے جو برطانوی گورنمنٹ ہندوستانیوں کو سکولوں اور کالجوں میں دے رہی ہے۔ ہر انگریز ہندوستانی قوم پرست کو عزت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کی خواہش آزادی کی تکمیل میں اس کا ہمدرد ہے لیکن برطانوی لوگوں میں بھی بعض انتہا پسند ایسے ہیں۔ جو دیانتداری سے ملکی متابعت کو ہندوستانیوں کے لئے لازمی سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے۔ کہ موجودہ قومیت ہند کی تحریک بالکل مصنوعی ہے۔ اور ہندوستان کے لیڈر خاص سیاسی مقصد حاصل کرنے کے لئے شورش کر رہے ہیں۔ ان قدامت پرست انتہا پسندوں کے مقابلہ میں بعض انگریز ایسے بھی ہیں۔ جو یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہندوستان خود حکومت کرنے کے لائق نہیں ہے۔ اس کے لئے ہوم رول تجویز کرتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ اس ملک میں بے چینی ہے قومی کشمکش ہے۔ اور شرکت عمل مفقود ہے۔ اس لئے ان کی رائے میں اس نسلی منافرت کو یک قلم دور کرنے کے لئے سلف گورنمنٹ ہی ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ وہ علانیہ اس رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ ہندوستانیوں کو خود حکومت کرنے دو۔ اگر وہ بری طرح حکومت کرینگے۔ تو وہ اس سے بہر حال بہتر ہوگی۔ کہ ہم اچھی طرح حکومت کریں لیکن ضروری ہے۔ کہ بیرونی حملوں کا مقابلہ اور اندرونی کشمکش کا انسداد کرنے کے لئے وہ کافی طور پر مستعد رہیں ؎

اب ہم انتہا پسندوں سے یہ سوال کرنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ بطور خود بیرونی حملہ آوروں سے ملک کو محفوظ رکھنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ کیا وہ دیانتداری سے یقین کرتے ہیں۔ کہ اگر انگریز آج ہندوستان کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ تو مختلف جنگجو قومیں باہم کشمکش مٹ جائیگی۔ وہ ایک ہی ہمہ گیر سیاسی مزاج کے سانچے میں متحدہ ہو جائینگے۔ کیا انتہا پسند واقعی اس امر کو باور کرتا ہے کہ کونسلوں میں ان کے معاملات بوجوہ احسن طے ہو جایا کرینگے۔ یا وہ دل میں محسوس کرتا ہے کہ ہندوستان میں ایک دفعہ پھر تلوار چلیگی۔ اور باہمی جدوجہد کا سلسلہ شروع ہو جائیگا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ انتہا پسند مدبر نے کبھی اس معاملہ پر ٹھنڈے دل سے غور نہیں کیا۔ اور اگر کیا ہے۔ تو وہ اپنی ضمیر کے خلاف قومیت ہند کی کشتی کو ایسی جگہ لے جا رہا ہے۔ جہاں خوفناک چٹانیں اس کو پاش پاش کر دینگی ؎

دیکھئے! ایک انتہا پسند مدبر کا اخلاقی پہلو کس قدر کمزور ہے۔ ایک طرف تو وہ باواز بلند پکار رہا ہے کہ اسی وقت ہندوستان کو کامل سلف گورنمنٹ مل جانی چاہیئے۔ اور دوسری طرف وہ اپنی ضمیر کو دھوکا دینے کے لئے یہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ ہندوستان اور برطانیہ کے درمیان باہمی اتحاد نہایت ضروری ہے۔ وہ ہندوستانی مفاد کے لئے برطانوی تعلق قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اور ساتھ ہی عوام الناس کو ہر ممکن ذریعہ سے یہ یقین دلاتا ہے کہ برطانیہ نے ہندوستان سے دھوکا کیا ہے۔ برطانوی لوگ حریص ہیں۔ اور ملک کو لوٹ رہے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ انتہا پسندوں نے زبانی طور پر برطانوی

تعلق کو ملک کے لئے ناگزیر سمجھنے کے باوجود برطانوی حکومت کا مضحکہ اُڑایا ہے - اور اس کی مخالفت پر کمربستہ رہے ہیں *

ریفارم سکیم قبول کرنے کے لئے انہوں نے اپنے ہموطنوں کو کس طرح تیار کیا؟ انہوں نے چاہا کہ نسلی منافرت پھیلائی جائے - عوام کے جذبات کو مشتعل کیا جائے اور گورنمنٹ اور عوام کے درمیان ناخوشگوار کشمکش جاری رہے - پنجاب کے گذشتہ ہنگامے بھی انتہا پسند مُدبروں کی شرانگیز تحریک کا ایک کرشمہ تھے - پنجاب صوبجات ہند میں وفاداری کا ایک مجسم نمونہ تھا - لیکن ان لوگوں نے تقریروں اور تحریروں کے ذریعے عوام الناس کو گمراہ کیا - سیاسی شورش پسندوں کے ذریعہ یہاں کے کرہٗ ہوائی کو کثیف خیالات سے مکدر کر دیا - اور امرتسر اور پنجاب کے دیگر شہروں کے تعلیم یافتہ اور امن پسند لوگوں کو یہاں تک بھڑکایا کہ وہ حکومت برطانیہ کو تہ و بالا کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے - اور وہ لوگ جو دوران جنگ میں گورنمنٹ کی خاطر اپنا خون بہانے کے لئے تیار تھے - گذشتہ اپریل میں کھلم کھلا بغاوت پر کمربستہ ہو گئے - گورنمنٹ نے انقلابی اور معویانہ تحریک کو روکنے کے لئے رولٹ ایکٹ پاس کیا - جو نہایت ضروری اور بے ضرر قانون تھا - یہ حفظ ماتقدم کے لئے شورش پسند علاقوں میں نافذ کرنے کی غرض سے وضع کیا گیا تھا - مگر اس کی تعبیر یہ کی گئی - کہ یہ ایسا ظالمانہ قانون ہے - جو وفادار رعایا کو ناحق پریشان کرنے اور ان پر ناشنیدنی ذلتیں عائد کرنے اور معمولی آزادیوں سے محروم رکھنے اور محض مخبروں کی رپورٹوں پر بغیر کسی معتبر شہادت کے اسیری اور قید کے دام بلا میں پھنسانے کی غرض سے مدون کیا گیا ہے - اور پولٹیکل لیڈروں نے بجائے اس کے کہ ان غلط بیانیوں کی تردید کرتے - ان کو آتش زنی و قتل و غارتگری کے لئے آلہ بننے دیا - آخر فوج طلب کرنی پڑی - بہت سے بے گناہ ہلاک ہوئے - اور صرف مارشل لا نے بغاوت کو دور تک پھیلنے سے باز رکھا - انسداد فساد غیر معمولی سختی سے کیا گیا یا نہیں - یہ امر خارج از بحث ہے - بہت سے انگریز اور ہندوستانی باور کرتے ہیں کہ سختی برتی گئی - لیکن جو سختی دیانتداری کے ساتھ عمل میں لائی گئی - وہ محض آتش فساد کو فرو کرنے اور دور تک پھیلنے دینے کی نیت سے تھی - چار یا پانچ سو جانوں کے اتلاف نے غالباً کئی ہزار جانوں کو بچا لیا کیونکہ بلوہ پلیگ کی طرح پھیلا کرتا ہے - قلق انگیز صرف یہ امر ہے کہ بے گناہ لوگ بھی ہلاک ہوئے - لیکن قصوروار اور بے گناہوں دونوں کا خون مفسدہ پردازوں کی گردن پر ہے *

لیکن اسوقت انتہا پسند لوگ بہت بڑی شعلہ انگیزی کے لئے ایندھن بہم پہنچا رہے ہیں - رولٹ ایکٹ اور انڈیمنیٹی ایکٹ بجائے خود موجب فساد نہ تھے - وہ تو محض اتفاقی آلات تھے - ان کی مسخ کردہ تصاویر پیش کرنے سے خرابی پیدا ہوئی - اگر یہ قوانین پیش نہ ہوتے یا پاس نہ کئے جاتے - تو انتہا پسند کسی دوسرے مسودہ کو دفتری اقتدار کی کینہ توزی کے اظہار کے لئے مسخ کر لیتے - اب خلافت کا مسئلہ اُٹھایا گیا ہے اصلی جذبہ اور زبردست مذہبی احساس جو سات کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کو متاثر کر رہا ہے - اس کے پس پشت ہے فی الحقیقت یہ کوئی مصنوعی شکایت نہیں ہے - جو عامۃ الناس کو برانگیختہ کرنے کے لئے تراش لی گئی ہو - سچ مچ اسلام میں اسی وجہ سے اصلی ماتم بپا ہے - لیکن اس کے متعلق بھی وہی واقعات کی ناعاقبت اندیشانہ غلط بیانیوں سے کام لیا جا رہا ہے - اور شورش پسندوں نے اس مسئلہ کو ایسی گہری رنگت دی ہے - جس سے ظاہر ہو کہ گویا گورنمنٹ مسلمانوں کی مخالفت ہے - حالانکہ سلطنت عثمانیہ کی تقدیر کا ابھی تصفیہ نہیں ہوا - اور ممکن ہے کہ شاید سلطان ٹرکی قسطنطنیہ میں اپنے تخت پر برقرار رہیں لیکن یہ امر ناگزیر ہے - کہ ٹرکی کو بھی خمیازہ جنگ اُٹھانا پڑیگا - اگرچہ وہ نوبت شاید نہ آئے - جو ہنگری کی ہوئی ہے - کیونکہ دول وسطیٰ کے ساتھ شریک ہو کر وہ خودکشی کی پالیسی پر کاربند ہوئی تھی - خلافت ایجی ٹیشن کے متعلق علانیہ غلط بیانیاں کی جاتی ہیں - کہ سیاسی اور مذہبی مسائل کو باہم گر پیوستہ کر دیا جاتا ہے - وہ اتحادیوں کے طرز عمل کو ٹرکی کے متعلق مخالفت اسلام یا صلیبی جنگ کی رنگت دیتے ہیں - حالانکہ امر واقعہ صرف یہ ہے کہ تین عیسائی سلطنتوں کے ساتھ ایک اسلامی سلطنت کو بھی ہزیمت نصیب ہوئی ہے - مسئلہ خلافت کا تصفیہ محض مسلمانوں کی مرضی پر چھوڑا گیا ہے - ٹرکی کے لئے شرائط صلح کا فیصلہ محض سیاسی اصولوں پر ہو گا - اور جہاں تک مسلمانان ہند کا تعلق ہے - پیرس میں ہمارے نمائندوں نے ترکوں کے دعاوی پر بہت زور دیا ہے - جہاں انگلستان فرانس اور امریکہ اور اٹلی اس خیال کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ کرینگے کہ بحیثیت مجموعی نوع انسان کے مفاد کو نقصان نہ پہونچے اور آیندہ امن عالم محفوظ رہے *

رولٹ ایکٹ کے پاس کرتے وقت گورنمنٹ کے بازو کو عضو معطل بنانے کیلئے عوام الناس کو مشتعل کرنے کی جو کوشش کی گئی تھی - بمقابلہ اس کے خلافت کے متعلق ایجی ٹیشن بہت زیادہ شرانگیز ہے - جو لوگ اس کے پس پشت ہیں ان کو ان سوالات پر اچھی طرح غور کرنا چاہیئے - کہ وہ کس راستہ پر چل رہے ہیں - اور ان کی سرگرم تگ و تاز کا کیا انجام ہو گا - سکیم اصلاحات میں سوراجیہ امر یقینی طور پر پیش کیا گیا ہے - لیکن وہ ضروری سمجھتے ہیں - کہ جو جہاز انہیں بندرگاہ میں لے جانیوالا ہے - اس کو ڈبو دیا جائے - خاموش مقابلہ "انقلاب بغیر خونریزی" کا ذکر ہی فضول ہے - یہ محض خالی الفاظ ہیں - جن کے معنے کچھ نہیں - اور آگ لگانے والے کے سوا جو قلعہ کے دروازہ کی بارود میں دیا سلائی لگانے جا رہا ہے - اور کسی کو بھی فائدہ نہیں پہونچا سکتے اگر یہ الفاظ صدق دل سے نہیں نکلے - تو مجرمانہ ہیں - اور اگر صداقت آمیز ہیں - تو احمقانہ ہیں - خاموش مقابلہ کا تذکرہ کرنا ہی فضول ہے - کیونکہ جس شخص کے دل میں آگ بھڑک رہی ہو - وہ خاموش کس طرح رہ سکتا ہے - یہ محال ہے کہ دل کے اندر تو ہنگامہ بپا کیا جائے - اور ہاتھ کو فتنہ و شر سے باز رکھا جائے - کیا انتہا پسند اسقدر سادہ لوح ہیں اور یقین کرتے ہیں - کہ عامۃ الناس جن کو قتل و غارتگری کے لئے مبہم افواہوں کے ذریعہ ایسے قانون پر اشتعال دلایا گیا - جو ان کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچاتا تھا - کیا وہ ٹھنڈے دل سے اپنے مذہب کے خطرہ میں ہونے کی باتوں کو سنیں گے آتش بیان لوگوں کے "جاگو اور اسلام کو بچاؤ" کے پیام و جو

ان کے لبیک کہنے کا خیال رکھتے ہیں کہ آخوان بیچارے مسافروں کا کیا حال ہوگا۔ جو ان کے جہاز میں سوار ہیں؟ وہ دن دور نہیں کہ وہ چیخ اٹھیں گے۔ کہ کیا ہمارا کپتان اندھا ہے یا دیوانہ ہے۔ وہ ہمیں کدھرے جا رہا ہے؟ وہ تو انقلاب کی جانب کھیہ رہا ہے۔ اور جہاز کو چٹانوں کی سمت دھکیل رہا ہے۔ فرض کرو کہ بندرگاہ میں پہنچنے سے پہلے وہ جہاز کو غرق کر دے۔ تو پھر وہ اور اس کے ملاح ڈوبینگے یا پار ہونگے؟ اور کیا اس کے اہل ملک میں سے کوئی شخص جن کے لئے اس نے اپنے آپ کو ذمہ وار بنایا ہے۔ کبھی سوراجیہ کے ساحل کا منہ دیکھ سکیگا ۔

ہم انتہا پسند سے صرف یہ سوال کرتے ہیں کہ اس انقلاب کے نظارہ کو ذرا اپنے تصور میں لائے۔ جس کی وہ دانستہ یا نادانستہ طور پر تیاری کر رہا ہے۔ جس کی ہولناکیوں کو ہم یورپ میں دیکھ چکے ہیں۔ بلکہ یہاں خانہ جنگی کی تلخ کامیاں اسپر مستزاد ہوں گی۔ اس میں شک نہیں۔ کہ انگریز اور ہندوستان کا وفادار حصہ جو بڑا اور زبردست حصہ ہے بغاوت کو فرو کر دینگے۔ لیکن اس ہنگامہ کے بعد کیا ہوگا کیا اسوقت برٹش پارلیمنٹ اور ممکن ہے کہ لیبر پارٹی برسر اقتدار ہو۔ تو کیا لیبر پارلیمنٹ بغاوت کو عام رائے کا اظہار خیال کر کے یہ حکم دیدیگی۔ کہ انگریز مع اپنی فوج کے ہندوستان سے واپس چلے آئیں۔ یا کہ یہ منظوری دیگی کہ زمانہ گذشتہ کی بے اعتمادی کی پالیسی کے ساتھ ملک پر قبضہ کیا جائے۔ اور سیاسی گھنٹہ کی سوئیوں کو ۶۲ سال پیچھے ہٹا دیا جائے۔ یہ دونوں خیال ناقابل تصور ہیں۔ اور انتہا پسند کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس سے پہلے کہ ہندوستان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو۔ اگر انگریز ہندوستان سے چلے گئے۔ تو نہ سوراجیہ ہی حاصل ہوگا۔ نہ امن۔ سرحدی قبیلے کسی سیاسی پلیٹ فارم یا کونسلوں اور آئین منتظم یا قانون کی کیا پرواہ کرتے ہیں۔ اور سنتری کی آنکھ بچی۔ ادھر انہوں نے اپنا چھرا تیز کیا۔ اسوقت ہندوستان دوراہے پر کھڑا ہے یا تو اسکو ہمارے ساتھ رہنا چاہیئے یا ہم کو چھوڑ کر انتہا پسندوں کے ساتھ۔ درمیانی صورت کوئی نہیں ہے۔ جہاز کے مسافروں میں جب اختلاف رائے ہو تو بندرگاہ پر جہاز کا

نامۂ لنڈن

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر)

مورخہ ۲۸۔ دسمبر ۱۹۱۹ء

ایک انگریز اور امریکن کا اسلام

خلافت اور اسلام منکر مومن ہو گئے

۲۳۔ نومبر کو اسلامک سوسائٹی کا دیٹ ہوم تھا۔ اسمیں پریزیڈنٹ ڈاکٹر عبدالمجید صاحب نے سالانہ ایڈریس مسئلہ خلافت دیا۔ ہم بھی اس جلسہ میں مدعو تھے۔ اتفاق حسنہ سے ڈاکٹر لیون میر مجلس جلسہ باہر چلے گئے۔ اور سوال و جواب کا وقت آ گیا۔ اور مولوی صدر الدین صاحب کی موجودگی میں جناب چودہری صاحب اور مقرر سے ذیل کا مکالمہ ہوا۔

چودہری صاحب۔ کیا مسئلہ خلافت ایک مذہبی سوال ہے

ڈاکٹر عبدالمجید۔ ہاں مذہبی سوال ہے۔ اور خلافت اسلام کا ایک اہم اور ضروری جزو ہے ۔

چودہری صاحب۔ کیا خلیفہ کی اطاعت لازم اور ضروری ہے ۔

ڈاکٹر عبدالمجید (مولوی صدر الدین صاحب کی اجازت سے) ہاں ضروری ہے ۔

ہمارے مسلمان بھائی اس مسئلہ کو جس طرح چاہیں لیں۔ اور جسکو چاہیں منصب خلافت کا مستحق سمجھیں۔ یہ ان کا فعل ہے۔ مگر ہمیں تعجب تو اون لوگوں پر ہے۔ جو ہندوستان میں "خلیفہ و اختلاف" کا ایک مادہ سمجھکر اسے اپنی بد قسمتی سمجھتے ہیں۔ اور "خلافت" کی ضرورت کے ہی سرے سے قائل نہیں۔ مگر انگلستان میں آکر یہ انکار ایمان سے تبدیل ہو گیا ہے۔ اور اب "ہمارا خلیفہ" ان کے نزدیک ایک پیارا لفظ ہے۔ اور ان کو اتفاق ہے کہ خلافت ایک مذہبی سوال ہے۔ اور خلیفہ کی اطاعت لازم اور ضروری ہے۔ پس کیا ہم سمجھیں کہ رجوع کیا ہے۔ توبہ کی ہے یا وہ سمجھیں "تو دل میں کچھ اور زبان پر کچھ اور"۔ رکھنے والوں کی نسبت سمجھا جا سکتا ہے؟ ہمارے غیر مبائع بھائی غور کریں ۔

لیکچروں کا دورہ

مولوی فتح محمد سیال ایم۔ اے مبلغ اسلام کو خدا کے فضل سے مختلف سوسائٹیوں کی طرف سے جو ان کے سابقہ تعلقات اور لیکچروں سے متاثر ہیں۔ تقریریں کرنے کے لئے دعوتیں آ رہی ہیں۔ اور چودہری صاحب نے اس سلسلہ کو شروع کر دیا ہے۔ آج ۲۸۔ دسمبر کو خدا کے فضل سے تھیوسوفی ہال ڈاربی میں "محاسن اسلام" پر چودہری صاحب کی تقریر ہے۔ اور اب وہ انشاء اللہ کل انگلستان کا دورہ کرینگے ۔

گذشتہ اتوار کا لیکچر

گذشتہ ہفتہ احمدیہ لیکچر ہال میں حضرت مفتی صاحب کی تقریر بائبل اصلاح شدہ پر تھی۔ احمدی اور غیر احمدی نو مسلم انگریز عیسائی اور یہودی مرد و عورت خاصی تعداد میں حاضر تھے۔ مفتی صاحب نے اپنے مضمون کو نہایت عمدہ اور بہت دلچسپ بنایا۔ دوران تقریر میں تحریف بائبل کے ثبوت پر حضرت مفتی صاحب کی تقریر میں ذیل کے واقعہ سے خوش کن دلچسپی پیدا کر دی ۔

لطیفہ

مفتی صاحب۔ (ڈاکٹر برکات وچ سکنہ بوسینیا کو مخاطب کر کے) ڈاکٹر صاحب مہربانی کر کے یہ بائبل لیں۔ اور متی باب ۱۷ آیت ۲۱ پڑھ دیں۔

ڈاکٹر فہمی برکات وچ۔ البتہ اس قسم کے بھوت دعا و روزے سے نکالے جا سکتے ہیں ۔

مفتی صاحب۔ بہت اچھا۔ جزاک اللہ! آپ نے خوب پڑھا۔ یہ اس بائبل سے جسے کلام اللہ کہا جاتا ہے ایک آیت ہے۔

اچھا مس ہاروے (ایک تعلیم یافتہ مسیحی خاتون) آپ بھی اسی آیت کو اس ترتیب سے پڑھ دیں (ایک اور بائبل مس ہاروے کے ہاتھ میں دے کر)

مس ہاروے۔ متی باب ۱۷۔ آیت ۲۱ (ورق گردانی کر کے) (حیران ہو کر) یہ مجھے نہیں ملتی ۔

اس لطیفہ نے حاضرین کو قہقہہ پر مجبور کیا۔ اور بائبل کی عظمت و کلام خدا ہونے کا عملی رد ہو گیا ۔

ہوس آف کامنز

ہمارے احباب رویٹر کی تاروں میں دار العوام کا ذکر پڑھتے اور

برطانوی پارلیمنٹ میں سوال و جواب ہونے کی کیفیت ہندوستانی اخبارات میں ملاحظہ فرماتے ہیں۔ مگر عاجز کو ہفتہ گذشتہ میں موقع ملا۔ کہ اپنی آنکھوں سے اس منظر کو دیکھ اور دریائے ٹیمز کے کنارہ پر واقع ہونیوالی شاندار تاریخی عمارت (جس کے دروازہ پر کرامول کا مجسمہ حریت و آزادی کے لئے اس ملک کی جدوجہد کو یاد دلاتا ہے) کے اندر جاکر اخبارات میں شائع ہونیوالے سوالات و جوابات کو اپنے کانوں سے سُنے۔ خداوند تعالےٰ نے ایسے سامان کردیئے۔ کہ مخصوص جگہ بیٹھنے کو ملی۔ جو special gallery کے نام سے موسوم کی جاتی ہے۔ اور وہاں بیٹھ کر نہ صرف ایوان عام کو دیکھا۔ انگریزوں کے لئے دعا کی۔ بلکہ موزون تر مخصوص جگہ سے سبز عمامہ نے اُمراء و وزراء و ممبران پارلیمنٹ کو اس مشن کا بھی پیغام دیدیا۔ جس کے لئے احمدی مبلغ اس ملک میں مقیم ہیں۔

اخویم عبداللہ باٹملے

اللہ تعالےٰ نے جونہی سعید روح بطور پرندہ خدا کے مسیح کو دی اسکا نام جیکوس باٹملے ہے۔ یہ نوجوان تعلیم یافتہ دوست بذریعہ خط و کتابت زیر تبلیغ تھا۔ ۲۵۔ نومبر کو دُعا کے بعد ان کے قلب میں اطمینان اور سکون ہُوا۔ اور مسیحیت کو ترک کر کے احمدیت کو قبول کیا۔ اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لائے۔ خاکسار نے ان کا اسلامی نام عبداللہ رکھا۔ اخلاص و محبت میں ترقی کر رہے ہیں۔ ان کے آخری خط سے چند فقرات کا اقتباس کرتا ہوں:۔

"میں لاریب اللہ تعالیٰ کے انعام کا مورد ہوں اور یہ خیال کرکے کہ میری بیعت کا اعلان سالانہ جلسہ کی رپورٹ میں ہوا ہے۔ میں بہت خوشی محسوس کرتا ہوں۔ میں شادی شدہ آدمی ہوں۔ اور خدا سے اُمید رکھتا ہوں کہ بہت جلد اپنی بیوی کو بطور ایک نومسلمہ کے آپ کے پاس لاسکوں گا۔ میرا ایک ایک برس کا لڑکا بھی ہے۔"

دُعا کا خواستگار

جیکوس عبداللہ باٹملے

اخویم سکندر بشیر سہول سولر

جس رنگ میں خدا کے فرشتے کام کرتے اور قلوب میں تحریک کرتے اور ہم عاجز خدام مسیح موعود کی مدد کررہے ہیں وہ خود ہمارے لئے تعجب خیز ہے۔ اخویم عبداللہ باٹملے کا اسلام انہی تحریکوں میں سے ایک ہے۔ اب زمانہ زیر رپورٹ کا جو نومسلم اللہ نے دیا ہے۔ وہ اس تحریک کی دوسری مثال ہے۔ اخویم الگزنڈر سہول سولر جنوبی امریکہ کی ریاست جمہوریہ ارجنٹائن کے باشندہ ہیں۔ اٹالین فرینچ۔ جرمن۔ روسی اور انگریزی زبانیں بولتے ہیں۔ ہسپانوی زبان ان کی مادری زبان ہے۔ ایک جلسہ کو جاتے ہوئے اس عاجز سے ملاقی ہوئے تھے۔ اور تیسرے روز ملاقات کو آنے کا وعدہ کر گئے تھے۔ آخر حسب وعدہ آئے جو نحق کے متلاشی تھے۔ اور رومن کیتھولک مذہب میں ان کو اطمینان نہ تھا۔ دوسرے مذاہب میں سے اسلام کی تعلیم ان کو پسند تھی۔ مگر ابھی شکوک و شبہات تھے۔ چودھری صاحب نے قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی۔ اور خاکسار نے بھی حسب استطاعت سمجھایا۔ آخر خدا کے فضل سے ان کا دل کھل گیا۔ اور وہ اسلام کا اعلان کر کے جنوبی امریکہ کے لئے "بشیر" ہوگئے۔ الحمد للہ۔

اخویم بشیر الگزنڈر سہول سولر کا خط

اس فاضل نومسلم دوست نے ہسپانی زبان میں جو خط حضرت اقدس کے نام لکھا ہے۔ اور جس کا ترجمہ انگریزی میں انہوں نے خود مجھے کرادیا ہے۔ اس کی اردو حسب ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحضور اقدس امام جماعت احمدیہ السلام علیکم

لندن میں برادران نیّر و سیال سے ملاقات ہوئی انہوں نے سلسلہ احمدیہ کے اغراض و مقاصد اور اصولوں کو میرے سامنے بیان کیا۔ اور مجھے بتایا کہ وہ سلسلہ احمدیہ کو جنوبی امریکہ میں بھی پھیلانا چاہتے ہیں۔

میں نے حضرت نبی احمدؐ کی نسبت جو کچھ سُنا اور جو کچھ پڑھا ہے۔ اس کے ساتھ مجھے کلی اتفاق ہے۔ اور میں اس امر کا خیال کر کے خوشی محسوس کرتا ہوں کہ خداوند تعالےٰ وہ وقت لائیگا۔ جب میں ان لوگوں میں شامل ہوکر جو خدا کی رضامندی کے لئے اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں سلسلہ کی کوئی خدمت کرسکونگا۔

مذکورہ بالا برادران (نیّر و سیال) کے ساتھ رشتۂ اخوۃ میں وابستہ ہوکر میں اب اپنے تئیں جماعت احمدیہ کا ایک ممبر تصور کرتا ہوں۔ اور حضور اقدس کے سامنے کمال ادب کے ساتھ سر اطاعت خم اور حضور کے پاک وجود کی حفاظت کے لئے دُعا کرتا ہُوا

میں ہوں حضور کا خادم

بشیر الگزنڈر سہول سولر"

اگر سہول کو سیال اور سولر کا ترجمہ جیسا کہ اخویم بشیر نے بتایا نیّر کرلیا جائے۔ تو گویا اس نئے بھائی کے نام میں ہی سیال و نیّر موجود تھے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

تلاش بسترہ

ایام جلسہ میں میری ایک دوتہی نئی سیاہ حاشیہ۔ ایک کھیس سیاہ اور بھورا دار۔ سُرخ دھاگے سے میرا نام لکھا ہُوا ہے۔ ایک عدد چادر سفید۔ گم ہوگئی ہیں۔ اگر کسی احمدی بھائی کے بستروں میں غلطی سے چلے گئے ہوں تو مہربانی کر کے واپس ارسال فرمائیں۔

خاکسار محمد عبداللہ خان۔ متعلم ہائی سکول قادیان

وی پی آتے ہیں

جن خریداران الفضل کی قیمت ماہ دسمبر میں ختم ہوچکی ہے۔ اور انہوں نے باوجود یاددہانی کے جلسہ دسمبر پر قیمت ادا نہیں کی۔ اور نہ ہی منی آرڈر بھیجا۔ ان کے نام الفضل وی پی بھیجا جائے گا۔ وصولی کے لئے تیار رہیں۔

منیجر الفضل قادیان

اشتہارات

درخواست نکاح

(۱)

میری عمر ۳۱ سال ہے - اور حیثیت زمینداری بفضل خدا اچھی اور زمین ۲۵۰ بیگہ ملکیت ہے - اور سکونت موضع پریم کوٹ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ہے اور ذات جٹ چیمہ ہے نام شمس الدین ولد چودہری حبش احمدی - ناطہ کیلئے مجھی سے خط و کتابت ہو

دیگر

نور احمد احمدی مخلص لڑکا خود اکیلا ہے - اور حیثیت زمینداری للعہ ۱۴ بیگہ - موضع ہسند ضلع گوجرات ڈاکخانہ بھاؤ - حال قادیان ملازم - نکاح کرنا چاہتا ہے - عمر ۱۹ سال ہے اور ذات گوجر ہے -

خط و کتابت معرفت مینیجر الفضل قادیان

نئی گھڑیاں

بمعہ گارنٹی

جیبی و کلائی دستی کی گھڑیاں قیمت کم از کم ۵ تا ۵۰ ہر قسم گارنٹی ۵ تا ۱۰ سال

مختلف قسم کی پائدار گھڑیاں قیمت ۵ تا ۵۰ - گارنٹی دو و چار سال راسکوپ وغیرہ قیمت ۱۲ تا ۲۰ جنکی گارنٹی نہیں - ایک درجن کے خریدار کو ایک گھڑی مفت - نصف درجن پر محصول معاف - احباب فرمائش کریں ہم بکمال خیر خواہی عمدہ مال بھیجینگے -

جگانیوالے بڑے ٹائم پیس مضبوط قسم عرصہ تک چلنے والے قیمت معہ محصول چھ روپے

المشتہر - ایچ سخاوت علی احمدی مرچنٹ اینڈ واچ میکر شاہجہانپور

اصلی خالص مومیائی

نقلی سے بچو

یہ مومیائی تمام قسم کی دماغی اور بدنی کمزوریوں کیلئے اکسیر ہے درد کمر کے لئے تریاق - اعلیٰ درجہ کی مقوی اعضاء رئیسہ اور مولد خون صالح ہے - ابتدائی سل - دق دمہ اور کھانسی کیلئے مفید ہے بوڑھوں کیلئے عصائے پیری اور ضعف گردہ و مثانہ کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے - سب سے بڑی خوبی حلق سے اترتے ہی خون بنجاتا ہے چوٹ لگنے پر ورنی کھانا ورد کو فوراً موقوف کر دیتا ہے - قیمت فی تولہ عہ علاوہ محصولڈاک

پتہ :- حکیم مرزا اعظم بیگ خان کٹرہ سفید امرتسر (پنجاب)

بہت سخت ضرورت ہے

صیغہ تعلیم قادیان کے جاری کردہ مدارس احمدیہ میں حسب ذیل قابلیت کے استادوں کی ضرورت ہے -

۱ - ایک احمدی انسپکٹر جو انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتا ہو اور کم از کم بی - اے - وی پاس ہو - ایس اے - وی کو ترجیح دی جاویگی

(۲) دو - ایس - وی

(۳) مڈل سکولوں کیلئے بی - اے - وی - ایف - اے پاس یا انٹرنس پاس تجربہ کار استاد محض انٹرنس پاس بھی درخواست دے سکتے ہیں

(۴) کئی نارمل پاس پرائمری سکولوں کی اول مدرسی کیلئے

(۵) گرل سکولوں میں کام کرنے کے لئے زنانہ معلمات

(۶) صرف اردو مڈل پاس استاد

(۷) دفتر تعلیم کے لئے انٹرنس پاس کلرک -

تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے - ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء تک تمام درخواستیں جناب ناظر صاحب تعلیم و تربیت قادیان کی خدمت میں پہنچ جانی چاہئیں ٭

قادیان دار الامان میں ٹریننگ کلاس و نارمل کلاس

اپریل سنہ ۱۹۱۹ء میں ٹریننگ کلاس جاری کی گئی تھی - اس کے طلباء فروری سنہ ۱۹۲۰ء میں امتحان سے فارغ ہو کر مدارس احمدیہ میں چلے جائینگے ٭

اس سال میں قادیان میں دو کلاسیں کھولنے کا ارادہ ہے ایک ٹریننگ کلاس - جسمیں اردو پرائمری پاس اور مڈل فیل امیدواروں کو داخل کیا جاویگا - اور دوسری نارمل کلاس جسمیں اردو مڈل پاس امیدوار داخل ہو سکتے ہیں - وظیفہ ٹریننگ کلاس والوں کو فی طالب علم سات روپے اور نارمل والوں کو نو روپے دیا جائیگا - ہر ایک کلاس میں بیس بیس وظائف ہونگے -

یہ کلاسیں ممکن ہے مارچ سنہ ۱۹۲۰ء کو جاری ہو جائیں اس لئے تمام درخواستیں داخلہ کے لئے جناب ناظر صاحب تعلیم و تربیت قادیان کی خدمت میں پہونچ جانی چاہئیں ٭

اشتہار

زمانہ حال میں گھڑی بھی ایک اہم ضروریات میں سے ہے - اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم احباب کو خوشخبری دیتے ہیں کہ ہر قسم کی نئی گھڑیاں - نکل - چاندی اور سونے کی ہم سے طلب فرماویں - عمدہ مال - مقابلتہً ارزاں قیمت پر ارسال ہو گا - مرمت بھی نہایت عمدگی سے کی جاتی ہے - تفصیل کے لئے احباب پتہ ذیل پر خط و کتابت فرماویں -

المشتہر : میاں محمد بشیر (احمدی) واچ اینڈ کلاک میکر - لائل پور

گمشدہ کی تلاش

مسمی محمد سعید ولد حاجی مبارک الدین لائلپوری عمر تخمیناً ۱۴ سال میانہ قد - گندم نما رنگ - عرصہ دو تین ماہ سے گم ہے اگر کسی صاحب کو ملے تو ذیل کے پتہ پر بذریعہ تار اطلاع دیں اور اسکو کہے تیرا والد سخت بیمار اور تیری جدائی کے صدمہ سے پاگل ہے تو فوراً یہاں پہونچو - جو کچھ تو کہیگا ہم ماننے کے لئے تیار ہیں -

شیخ محمد اسمٰعیل مولا بخش - لائلپور

احمدی بھائیوں کیلئے ایک ضروری اطلاع

اگر کسی صاحب کو ہومیو پیتھک ادویات کی ضرورت ہو یا ہومیو پیتھک علاج کرانا چاہتے ہوں تو ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کریں - ہومیو پیتھک مشورہ مفت - احمدیوں کے لئے خاص رعایت پنجاب میں سب سے بڑی فارمیسی ہے -

پتہ :- مینیجر رحیم ہومیو پیتھک فارمیسی (چوک لچھمن گڑھ) امرتسر

تمام احباب کو معلوم ہو

کہ دفتر تالیف و اشاعت - الفضل و تشحیذ بک ایجنسی کی تمام کتابیں خاکسار کے سپرد کر دی گئی ہیں و نیز سلسلہ کی تمام کتابیں میری ایجنسی سے مل سکتی ہیں - جن دوستوں کو ضرورت ہو - خاکسار سے طلب فرما کر نہ صرف اپنی معلومات بڑھائینگے - بلکہ صیغہ تالیف و اشاعت کی مالی حالت مضبوط کرینگے ٭

المشتہر - خاکسار محمد عامل بھاگل پوری تاجر کتب قادیان

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں جھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)